ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

سحر البیان

معروف

مثنوی میر حسن

مطبع ... مصطفائی طبع شد
در ۱۲۶ ... لطف محمد خان ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون پہلی توحید یزدان رقم
جھکا جسکی سجدہ کو اول قلم

سر لوح پر رکھ بیاض جبین
کہا دوسرا لوح [illegible]

قلم پر شہادت کی اونکلی اوٹھا
ہوا حرف [illegible] العلا

نہین کوئی تیرا نہ ہوگا شریک
[illegible] لا شریک

پرستش کی قابل ہی تو ای کریم
[illegible] ذات تیری غفور الرحیم

رہی حمد مین تیری عز و جل
[illegible] چلون سر کی بل

وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہی
قلم جو لکھی اوس سی افزود ہی

سبہو نکا وہی دین و ایمان ہی
یہی دل تمام اور وہی جان ہی

تر و تازہ ہی اوس سی گلزار خلق
[illegible] ہی ہو دار خلق

اگرچہ وہ ہی فکر و غیور ہی
[illegible] پرستش سی مسرور ہی

کسی سی آدمی نہ کچھ [illegible]
جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان

اگرچہ یہان کیا ہی اوس [illegible]
ہرا اوس بن تو کوئی سکتا نہین

ہوئی ہی نہین اوس [illegible]
اوسی کی طرف سب کی ہی بازگشت

رہا کون اور کسکی بابت رہی
نہان سب مین او سب مین ہی آشکار
وہی سب مین اوس دو ہی سب سے بیش
چمن مین ہی وحدت کی یکتا وہ گل
اوسی سی ہی کعبہ اوسی سی کنشت
جسی چاہی جنت مین دیوی مقام
وہی مالک الملک و دنیا و دین
سدا اوسکی ہی دو ونکی اوس سی نمود
اوسکی ظہوری آئی ہم سبکی دید
وہی نور ہر سمت طرف جلوہ گر
نہین اوس بن ... ارض کو بھی سنے
نگو ہر مین ہی وہ ہی سنات مین
وہ ظاہر مین جسمنا ظاہر نہین
تامل سی کیجی اگر غور کچہہ
اوسی کا لگی ہی یہی خوش کلام
پر اوس جوش مین اک کہنا نہین
قلم کو زبان لاوے اپنی ہزار
کہ عاجز ہی حسان انبیا کی زبان
اس حمد مین گنگ بھی ہی سخندان نہین
وہ مستعجب و نکتہ دان ہی حق
دیا عقل و ادراک اونسی ہین

موسی اور عیسی وہی ہی وہی
یہہ سب اوسکی عالم ہین ہژدہ ہزار
ہمیشہ سی ہی اور رہیگا ہمیشہ
کہ مشتاق ہین جسکی یہان جزو کل
اوسیکا ہی دوزخ اوسیکا بہشت
جسی چاہی دوزخ مین رکہی مدام
ہی قبضہ مین اوسکی زمان و زمین
دل بستگان کو ہی اوس سی کشود
اوسی کی سخن ٹہری گفت و شنید
اوسکی یہہ ذرّے ہین شمس و قمر
وہ کچہہ شی نہین پر ہر ایک شی مین ہی
ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
یہہ ظاہر کوئی اوس سی باہر نہین
تو سب کچہہ وہی ہی نہین اور کچہہ
پہری ہی لئی ساتہہ دریا حباب
سمجھنی کی ہی بات کہتا نہین
لکہی کس طرح حمد پروردگار
زبان قلم کو سمجھ قدرت کہان
سوا عجز در پیش یہان کچہہ نہین
کہ جسنی کیا کن مین کون و مکان
کیا خاک سی پاک اوسنی یہان

پیمبر کو بھیجا ہمارے لیے | وصی اور امام اوسنے پیدا کیے
جہان کو اونہون نے دیا انتظام | برائی بھلائی سو جہائی تمام
دکہائی اونہون نی ہمین راہ راست | کہ تا ہووے اوس راہ کی بازخواست
سو وہ کون سی راہ شرع نبی | کہ رستی کو جنت کی سیدہی گئی

نعت حضرت رسالت پناہ کی

نبی کون یعنی رسول کریم | نبوت کی دریا کا در یتیم
ہوا گو کہ ظاہر مین امی لقب | پہر علم لدنی کہلا دل سبب
بغیر از الٰہی اور کبھی نی رقم | چلی حکم پر اوسکی لوح و قلم
ہوا علم دین اوسکا جو آشکار | گذشتہ ہوئی حکم تقویم پار
اوٹھا کفر اسلام ظاہر کیا | بتون کو خدائی سی باہر کیا
کیا حق نی نبیون کا سردار اوسے | بنایا نبوت کا حقدار اوسے
نبوت جو کی حق نی اوسپر تمام | لکہا اشرف الناس خیر الانام
بنایا سبہہ بوجہ کہ خوب اوسے | خدا نی کیا اپنا محبوب اوسے
کرون اوسکی رتبہ کا کیا مین بیان | کہڑی ہون جہان باندہ صف مرسلان
مسیح اوسکی خرگاہ کا پارہ دوز | تجلی طور اوسکی مشعل فروز
خلیل اوسکی گلزار کا باغبان | سلیمان سی کئی مہردار اوسکی وہان
خضر اوسکی سرکار کا آبدار | زرہ ساز داؤد سی وہان ہزار
محمد کی مانند جگ مین سخن | ہوا ہی نہ ایسا نہ ہوگا کہین
پہنچی سر جو اوسکی سایا نتہا | کہ رنگ دوئی وہان تک آیا نتہا
ہنوئی کی سایہ کا تہا سبب | ہوا صرف پوشش مین کعبی کی سب
وہ قد اوسکی تہا نہ سایہ فگن | کہ تہا کل وہ ایک معجزہ کا بدن

بنا سایہ اوسکا لطیف اسقدر
نہ آیا لطافت کی باعث نظر

عجب کیا جو اوس گل کی سایہ نہو
کہ تھا وہ گل قدرت حق کی بو

خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا
اوسی نور حق کی رہا زیر پا

نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چھانو
کسی کا نہ منہہ دیکھا دیکھا اوسکی پانو

وہ ہوتا زمین گیر کیا فرش پر
قدم اوسکی سایہ کا تھا عرش پر

نہولی کی سایہ کی ایک وجہ اور
مجھی خوب سوجھی ہی یہہ شرط غور

جہان تک کہ تھی ہیا نکی اہل نظر
سمجھ سایہ نور کحل البصر

سبھون نی لیا پتلیون پر اوٹھا
زمین پر نہ سایہ کو گرنی دیا

سیاہی کی پتلی کا ہی یہہ سبب
وہی سایہ پہرتا ہی آنکھون مین اب

وگرنہ یہہ تھی چشم اپنی کہان
اوسی سی یہہ روشن ہی سارا جہان

نظر سی جو غایب وہ سایہ رہا
ملائک کی دلمین سمایا رہا

منقبت حضرت امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی

نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی
کہ بہائی کا بہائی وصی کا وصی

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام
ہوئی نعمت اوسکی وصی پہ تمام

جہان فیض سی اونکی ہی کامیاب
نبی آفتاب و علی ماہتاب

علی دین و دنیا کا سردار ہی
کہ مختار کی گھر کا مختار ہی

دیار امامت کی گلشن کا گل
بہار ولایت کا باغ سنبل

علی راز دار خدا و نبی
خبر دار سر خفی و جلی

علی بندۂ خاص درگاہ حق
علی سالک و رہبر راہ حق

علی وصی ابن عم رسول
لقب شاہ مردان و زوج بتول

کہی یون جو چاہی کوئی مختصر
نسبت علی کو نہین غیر سی

خدا نفس پیغمبرش خوانده است — دگر را فضیلت بکس مانده است
یہان بات کی آب سمائی نہین — نبی اور علی مین جدائی نہین
نبی و علی ہر دو نسبت بہم — دو تا و یکی جون زبانِ قلم
علی کا عدو دوزخی دوزخی — علی کا محب جنتی جنتی
نبی و علی فاطمہ اور حسن — حسین بن حیدر یہہ ہین پنجتن
ہوسی اونسے دو جگ کی خوبی تمام — اوہنون پر درود اور اونہون پر سلام
علی سی لگا تا بمہدی دین — یہہ ہین ایک نورِ خدا ہی برین
انہون سی ہی قائم امامت کا گہر — کہ بارہ ستون ہین یہہ اثنا عشر
صغیرہ کبیرہ سی یہہ پاک ہین — حساب عمل سی یہہ بی باک ہین
ہوا یہان سی ظاہر کمال رسول — کہ بہتر ہوئی سب سی آلِ رسول

تعریف اصحاب پاک کی

سلام اونپہ جو اوسکی اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسی کہ احباب ہین
خدا نی اونہون کو کہا مومنین — وہ ہین زینتِ آسمان و زمین
خدا اونسی راضی رسول اونسی خوش — علی اونسی راضی بتول اونسی خوش
ہوئی فرض اونکی ہمین دوستی — کہ ہین دلسی وہ جان نثارِ نبی

مناجات

الٰہی بحقِ رسولِ امین — بحقِ علی و با اصحاب دین
بحقِ بتول و بہ آلِ رسول — کرون عرض جو مین سو ہووی قبول
الٰہی مین بندہ گنہگار ہون — گناہون مین اپنی گرانبار ہون
مجہی بخشو میری پروردگار — کہ تو ہی کریم اور آمرزگار
میری عرض یہی ہی کہ جب تک جیون — شرابِ محبت کو تیری پیون

سوا تیری الفت کی اور سب ہی ہیچ
یہی ہو نہ ہو اور کچھ ایچ پیچ

جو غم ہو تو ہو آلِ احمد کا غم
سوا اس الم کی نہ ہو کچھ الم

رہی سب طرف سی میری دلکو چین
بحقِ حسن اور بحقِ حسین

کسی سی نہ کرنی پڑی التجا
تو کر خود بخود میری حاجت روا

صحیح اور سالم سدا مجکو رکھہ
خوشی سی ہمیشہ خدا مجکو رکھہ

میری آل و اولاد کو شاد رکھہ
میری دوستون کو تو آباد رکھہ

مین کہاتا ہون جنکا نمک ای کریم
سدا رحم کر اون پہ تو ای رحیم

جیون آبرو اور حرمت کی ساتہہ
رہون مین عزیزون مین عزت کی ساتہہ

بر آوین میری دین و دنیا کی کام
بحقِ محمد علیہ السلام

تعریف سخن

پلا مجکو ساقی شرابِ سخن
کہ مفتوح ہو جس سی بابِ سخن

سخن سی کیے مجہی فکر دن رات ہی
سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی

سخن کی طلبگار ہین عقلمند
سخن سی ہی نام انکو یان بلند

سخن سی کیے کرین قدر مردان کار
سخن نام اونکا رکہی برقرار

سخن سی وہی شخص رکہتی ہین کام
جنہی چاہیے ساتہہ نیکی کی نام

سخن ہی سلف کی بہلائی رہی
زبانِ قلم سی بڑائی رہی

کہان رستم و گیو و افراسیاب
سخن سی رہی یاد وہہ بہ نقلِ خواب

سخن کا صلہ یار دیتی رہی
جو اہل سدا مول لیتی رہی

سخن کا سدا گرم بازار ہی
سخن سنج اوسکا خریدار ہی

رہی جب تلک داستانِ سخن
الٰہی رہین قدردانِ سخن

مدح شاہ عالم بادشاہ کی

خدیو فلک شاہِ عالی گہر — زمین بوس ہون جسکی شمس و قمر

جہان اوسکی تیغ سے ہی کامیاب — وہ ہی برج اقلیم مین آفتاب

اوسی مہر سے ہی منور یہہ ماہ — جہان ہو وہی اور ہو جہاندار شاہ

وہ مصحف منور یہہ ماہِ منیر — اور اوسکا یہہ نجم سعادت وزیر

مدح وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کے

فلک رتبہ نواب عالی جناب — کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب

وزیر جہان حاکمِ عدل و داد — ہی آبادی ملک جسکی مراد

جہان عدل سے اوسکی آبادہی — غریبون فقیرون کا دل شاد ہے

پہری بہاگتا جو سے فیل مست — زبردست ظالم تہی زیر دست

کمان سرکری جو اگر بد نظر — تو آدہا ادہر ہوا اور آدہا اودہر

کسیکا اگر مفت لی زلف دل — تو کہا یا کری پیچ وہ متصل

وہ انصاف سے جو گذرتا نہین — کسی پر کوئی شخص مرتا نہین

ہوا گہہ بکری مین کچہہ گفتگو — اگر اوسکا جیتا ہو وی لہو

گر آواز شیر صید کی کچہہ کہی — تو باز آئی چینچ کہ پہری یہی

پہری شمع کی گرد گر آکی چور — صبا کہینچ لیجاوی اوسکو بزور

نہ لی جب تلک شمع پروانگی — پتنگی کی پر کو نہ چہیڑی کبہی

اگر آب سے اوسپہ وہ آگری — تو فانوس مین شمع چہپتی پہری

گر اچہا تا اوسکی جلنی پا اوپر — تو گلگیر لی شمع کا کاٹ سر

اوسی عدل کی جو طرح یاد ہی — کسی یاد ہی یہہ خداداد ہی

ستم اوسکی ہاتہون سی رو یا کری — سدا فتنہ بہی سو یا کری

گہرون مین فراغت سے سب لوگ ہین — پڑی گہر مین چہپر اپنی دولت مین سب

وہ ہی باعث امن خرد و کلان … کہ ہی باہم اونکی مشفق امان

بیان سخاوت کا

بیان سخاوت کرون جو رقم … تو زر ریز کاغذ پہ ہوئی قلم
نظر سی توجہ کی دیکھا جدہر … دیا مثل نرگس اوسی سیم و زر
سخاوت مہیا دنی سی ایک اوسکی ہی … کہ ایک دن دو شالی دئی سات سی
سوا اسکی ہی اور یہہ داستان … کہ ہو جسپہ قربان حاتم کی جان
ہوئی کم جو ایکبار کہیہ پر شکال … گرانی سی ہونی لگی ایکسال
غریبونکا دم سا نکلنی لگا … توکل کا بھی پانون سی چلنی لگا
وزیر الملک نی تدبیر کر … خدا کی دیا راہ مین مال و زر
محلہ محلہ کیا حکم یہہ … کہ باڑی سی اس غم کی کہولین گرہ
یہہ چاہا کہ خلقت کسی طرح جئی … کئی لاکہہ لاکہہ اک دن مین دئی
یہہ لغزش پڑی ملک مین جو تمام … لیا ہاتہہ نی اوسکی گرتونکو تہام
یہہ بندہ نوازی یہہ جان پروری … یہہ آئین سرداری و سروری
ہوئی ذات پر اوس سخی کی تمام … تکلف ہی آگی سخاوت کا نام
فقیرون کی ہی یہان تک تو بنی … کہ ایک ایک یہان ہوگیا ہی غنی
یہہ کیا دخل آوازدی جو گدا … چٹک سی کلی کی نہ ہووی صدا
قدح لیکی نرگس جو ہووی کہڑی … تو خجلت سی جاوی زمین مین گڑی
ہوا اسکا شامل جو ابر کرم … اثر اسکی احسان کی ہووی عدم
ہر ایک کام اوسکا جہان کی مراد … فلاطون طبیعت ارسطو نژاد
جب ایسا وہ پیدا ہوا ہی بشر … تب اوسکو دیا ہی یہہ کچہ یان نظر

بیان شجاعت کا

لکھوں گر شجاعت کا اوسکی بیان — قلم ہو میرا رستم داستان
غضب سی وہ ہاتھ اپنا جسپر اوٹھائی — اجل کا طمانچہ قسم اوسکی کھائی
کری جس جگہہ زور اوسکا نمود — دل آہن اوسجا پہ ہووی کبود
چلی تیغ گر اوسکی روز مصاف — نظر آئی دشمن سی میدان صاف
اگر کھینچ لائی سی کوئی عدو — ملا دیوی اوس تیغ سی مُنہ کبھو
تو ایسی ہی کھا گری سر کی بل — کہ سر پر کھڑی اوسکی روتی اجل
تہو کیونکہ وہ تیغ برق غضب — کہ بُرّش کی تشدید جوہر ہین سب
ہوئی سہم قسم اوسکی تیغ اجل — نکل آئی مہہ گر پڑی وہ اوگل
لگاوی اگر کوہ پر ایکبار — گذر جاوی یون جیسی صابن مین تار
غضب سی غضب اوسکا نپا کری — تھرّو سی ہیبت ہی اوسکی ڈری
اور اوس زور پر بھی یہہ حلم و حیا — کہ ہی خلق کا جیسی دریا بھا
جہان تک کہ ہین علم و کسب و کمال — ہر ایک فن مین ماہر ہی وہ خوش خصال
سخندان سخن سنج شیرین زبان — وزیر جہان وحید زمان
سخن کی نہین اوس سی پوشیدہ بات — غوامض مین سب سہل اونکی نکات
سلیقہ ہر ایک فن مین ہر بات مین — نکلتی ہی بات دن رات مین
سدا سیر اور تماشی پہ دل — کشادہ دلی اور خوشی متصل
تہا اوسکو کیونکر ہوا ہی شکار — تہور شعارون کا ہی یہہ شعار
دلیرون کو ہی بس دلیرون سی کام — کہ رہتا ہی شیرونکو شیرونسی کام
شہان را ضرورست مشق شکار — کہ آید بی صید دلہا بکار
کہلی بندہ ہین جتنی صحرا مین صید — ہین نواب کی دام الفت مین قید
ز بس شد دل آہوان سوختہ — نہفتہ اگر اوجہا وخستہ

شجاعت کا ہمت کا یہہ کام ہی
رہ دَرم ہاتہہ مین ہی کہ با وام ہی

نہوتا اگر اوسکو عزم شکار
درندون سی بچتا نہ شہر و دیار

نہ بچتی جہان بیچ خُرد و بزرگ
یہہ ہو جاتی سب لقمۂ شیر و گرگ

یہہ انسان پر اوسکا احسان ہی
کہ بی خوف انسان کی جان ہی

بنائی جہان اوسنی نخچیر گاہ
رہی صید وہان آکی شام و پگاہ

رکہا صید بحری پہ جسدم خیال
لیا پشت پر اپنی ماہی نی جال

مگر اپنا دیتی ہین جی جان کر
کہ تا لُو پہ گرتی ہین آن آن کر

نہ سمجہو نکلتی ہین دریا مین سُوس
خوشی سی اوچہلتی ہین دریا مین سوس

پرندون کا دل اوسطرف ہی لگا
پرندون کو رہتی ہی اوسکی ہوا

پلنگون کا ہی بلکہ چیتا ہی
کہ آبندہا وی ہماری کو بہی

خبر اوسکی سنکر نہ گینڈا اچلی
کہ ہاتہی بہی ہو ست آینڈا چلی

جو کچہہ دلمین گینڈی کی آوی خیال
تو بہاگی اوس آگی سپر اپنی ڈال

کہڑی ارنی ہوتی ہین سر جوڑ جوڑ
کہ جی کون دیتا ہی بدبد کی ہوڑ

اطاعت کی حلقہ سی بہاگی جو فیل
پلک اوسکی انکہون مین ہو زور و نیل

سو وہ تو اطاعت مین یکدست ہین
نشہ مین محبت کی سب مست ہین

اوسیکی لئی گو کہ ہین وہ پہاڑ
قدم اپنی رکہتی ہین سب گاڑ گاڑ

کہ شاید مشرف سواری سی ہون
سرافراز چل کر عماری سی ہون

چلن جب یہہ کچہہ ہو وین حیوان کی
تو پہر حق بجانب ہی انسان کی

کسی بہہ محبت کی اوسکی ہوس
وہ کیا کرین جو نہو دسترس

لن
تفنہ سیل
گرم سلائی

عجز و انکسار مصنف اور عرض کرنا داستان کا

فلک بارگاہا ملک در گہا
جدا مین جو قدموسی تیری رہا

نہ کچھ عقل ہی اور تدبیر ہے — رکھا مجھکو محروم تقدیر نے
پر اب عقل ہی میری کہولی ہین گوش — دیا ہی مدد سی تیری مجھکو ہوش
سو مین یک کہانی بنا کر نئی — در فکر سی گوندہ لڑیان کئی
لی آیا ہون خدمت مین بہر نیاز — یہ امید ہی پھر کہ ہون سرفراز
میرا عذر تقصیر ہووی قبول — بحق علی و بہ آل رسول
رہین شاد و آباد کل خیر خواہ — ہوین اس گہرانی کی دشمن تباہ
رہی جاہ و حشمت ترا یہ مدام — بحق محمد علیہ السلام
اب آگی کہانی کی ہی داستان — ذرا سنئی دل دیکی اسکا بیان

آغاز داستان

کسی شہر مین تہا کوئی پادشاہ — کہ تہا وہ شہنشاہ گیتی پناہ
بہت حشمت و جاہ و مال و منال — بہت فوج سی اپنی فرخندہ حال
کئی بادشاہ اوسکو دیتی تہی باج — خطا و ختن سی وہ لیتا خراج
کوئی دیکہتا آکی جب اوسکی فوج — تو کہتا کہ ہی بحر ہستی کی موج
طویلہ کی اوسکی جو آدنی تہی خر — اونہین نعلبندی مین ملتا تہا زر
جہان تک کہ سرکش تہی اطراف کی — وہ اوس شہ کے رہتی تہی قدمون لگی
رعیت تہی آسودہ بی خطر — نہ غم مفلسی کا نہ چوری کا ڈر
عجب شہر تہا اوسکا مینو سواد — کہ قدرت خدائی کی آتی تہی یاد
لگی تہی ہر ایک جا پہ وہاں سنگ و خشت — ہر ایک کوچہ اوسکا تہا رشک بہشت
زمین سبز و سیراب عالم تمام — نظر کو طراوت وہان صبح و شام
عمارت تہی گچ کی وہان بیشتر — کہ گذری صفائی سی حیرت نظر
کہین چاہ و منبع کہین حوض و نہر — ہر ایک جا پہ آب لطافت کی لہر

کرون اوسکی وسعت کا کیا مین بیان   کہ جون اصفہان تہا وہ لطف جہان
ہنرمند وہان اہل حرفہ تمام   ہر ایک نوع خلقت کا تہا اژدہام
یہہ دلچسپ بازار تہا چوک کا   کہ ٹہری جہان بس وہین دل لگا
جہان تک کہ زینت تہی بازار کے   کہین تو کہ تختی تہی گلزار کے
وہ پختہ دکانون کی دیوار و در   سفیدی پہ جسکی نہ ٹہری نظر
صفا پر جو اوسکی نظر کر گئے   اوسی دیکہہ کر سنگ مرمر گئے
کہون قلعہ کی اوسکی کیا مین شکوہ   گئی دب بلندی کو دیکہہ اوسکی کوہ
وہ دولت سرا خانۂ نور تہا   سدا عیش و عشرت سی معمور تہا
ہمیشہ خوشی رات دن سیر باغ   نہ دیکہا کسی دل پہ جز لالہ داغ
سدا عیش و عشرت سدا راگ رنگ   نہ تہا زیست سی اپنی کوئی تنگ
غنی وہان ہوا جو کہ آیا تباہ   عجب شہر تہا وہ عجب بادشاہ
نہ دیکہا کسینی کوئی وہان فقیر   ہوئی اوسکی دولت سی گہر گہر امیر
کہان تک کہون اوسکا جاہ و حشم   محل و مکان اوسکا رشک ارم
سدا ماہ رویون سی صحبت اوسکی   سدا جامہ زیبون سی رغبت اوسکی
ہزارون پری پیکر اوسکی غلام   کمر بستہ خدمت مین حاضر مدام
کسی طرح کا وہ نہ رکہتا تہا غم   مگر ایک اولاد کا تہا الم
اسی بات کا اوسکی تہا دل پہ داغ   نہ رکہتا تہا وہ اپنی گہر کا چراغ
دنون کا عجب اوسکی یہہ پہیر تہا   کہ اوس روشنی پہ یہہ اندہیر تہا
وزیرون کو ایک روز اوسنی بلا   جو کچہہ دل کا احوال تہا سو کہا
کہا مین کیا کرون یہہ مال و منال   فقیری کا ہی میری دل کو خیال
فقیر اب ہوا جاؤن تو کرون کیا علاج   نہ بیٹا ہوا وارث تخت و تاج

جوانی تو پیری گئی سب بسر / ہوا اب پیری ہوئی سر بسر
دریغا کہ عہد جوانی گذشت / جوانی مگو زندگانی گذشت
بہت تک پہ جہان کھویا کیا / بہت فکر دنیا مین سویا کیا
رہی سب بے تمیزی وہی جا چلے / کہ از فکر دنیا و دین غافلے
وزیرون نی کی عرض کای آفتاب / نہ ہو ذرہ تجھکو کبھی اضطراب
فقیری جو سیکھے تو دنیا کی ساتھ / نہین خوب جانا ادھر خالی ہاتھ
کرو سلطنت لیکن اعمال نیک / کہ تا دو جہان مین رہی حال نیک
جو عاقل ہین وہ سچ مین تک رہین / کہ ایسا نہ ہووی کہ پھر سب کہین
تو کار زمین را نکو ساختی / کہ بر آسمان نیز پرداختی
یہہ دنیا جو ہی مزرع آخرت / فقیری مین ضائع کرو مت اسکو
عبادت سی اس کشت کو آب دو / کہ وہان جا کی خرمن ہی تیار لو
رکھو یاد عدل و سخاوت کی بات / کہ اس فیض سی ہی تمہاری نجات
مگر ہان یہہ اولاد کا ہی جو غم / سوا اسکا تردد بھی کرتی ہین ہم
عجب کیا کہ ہووی تمہاری خلف / کرو تم نہ اوقات اپنی تلف
نہ لاو کبھی پاس کچھ گفتگو / کہ قرآن مین آیا ہی لا تقنطو
بلاتی ہین ہم اہل تنجیم کو / نصیبون کو انکی ذرا دیکھ لو
تسلی تو دی شاہ کو اس نمط / ولی اہل تنجیم کو بھیجی خط
سبھی شہ کا حال اور سب ہمین / غرض یاد تھا جنکو اس فن کا فن
بلا کر انہین شہ کنی لی گئے / جو ہین رہ برو شہ کی وہ سب گئے
پڑا جب نظر وہ شہ تاج و تخت / دعا دی کہ ہون شہ کی بیدار بخت
کیا وان عدوی سبھی پڑ کر سلام / کہا شہ نی ہم تم سی کہتا ہون کام

نکالو ذرا اپنی اپنی کتاب
نصیبون مین دیکھو تو میری کہین
یہہ سنکر وہ رمال طالع شناس
دہری تختی آگی لیا قرعہ ہاتھہ
جو پھینکین تو شکلین کئی بیٹھی مل
جماعت نی رمال کی عرض ہے
یہہ سن ہمسی ای عالمون کی شفیق
بیاض اپنی دیکھی جو اس سال کی
ہی اس بات پر اجتماع تمام
زن و زوج کی شکل مین ہی فرح
نجومی بہی کہنی لگے در جواب
نحوست کی دن سب گئی ہین نکل
ستارون نی طالع کی بدلی ہین طور
نظر کی جو تسدیس و تثلیث پر
کیا پنڈتون نی جو اپنا بچار
جنم پتر اس شاہ کا دیکھ کر
کہا رام جی نے کیے ہی تجہیر دیا
نکلتی ہین اب تو خوشی کی بچن
مہاراج کی ہونگی مقصد اشنا
نصیبون نی سیکھے اپکی یاوری
مقدر بھی جاگی ہی بہہ بسر

میسر اہی سوال اوسکا لکھو جواب
کبھی بہی اولاد ہی یا نہین یہ
لگی کہینچنی زائچی سب لیے قیاس
لگا دہیان اولاد کا اوسکی ساتھہ
کئی شکل سے دل گیا اونکا کہل
کہی گہر مین امید کی کچھ خوشی
بہت ہمنی تکرار کی ہر طریق
تو ایک ایک نقطہ ہی فرزند خوشی
کہ طالع مین فرزند ہی تیری نام
پیا کرئی وصل کا تو قدح
کہ ہمنی ہی دیکھی ہی اپنی کتاب
عمل اپنا سب کر چکا ہی زحل
خوشی کا کوئی دن مین آتا ہی وقت
تو دیکھا کہ ہی نیک سب کی نظر
تو کچھ اونگلیون پر کیا ہی شمار
تو لا اوپر چیک پر کر نظر
حسد رمان سا بالک تیری ہونگا
نہو گر خوشی تو نہین ہیں ہم
کہ آیا ہی اب پانچوان آفتاب
کہ آئی ہی اب پانچوین مشتری
کہ دیتی ہی یون اپنی پوتھی خبر

ولیکن مقدر ہی کچھ اور ہی
کہین اس پہلی مین سو ہی طور ہی
یہہ لڑکا تو ہوگا ولی کیا کہین
خطر ہی اسی بارہوین برس مین
نہ نکلی یہہ خورشید بالای بام
بلندی سی خطرہ ہی اسکو تمام
نہ نکلی یہہ بارہ برس رشک مہ
رہی برج مین یہہ مہ چاردہ
کہا سنکی یہہ شاہ نی اونکی تئین
کہو جی کا خطرہ تو اوسکو نہین
کہا جان کی سب طرح خیر ہی
مگر دشت غربت کی کچھ سیر ہی
کوئی اوسپہ عاشق ہو جن یا پری
کوئی اوسکی معشوق ہو مشتری
کچھ ایسا نکلتا ہی یو تہی ہین اب
خرابی ہو اوسپر کسی کی سبب
ہوئی کچھ خوشی شہ کو اور کچھ الم
کہ دنیا مین توام ہی شادی و غم
کہا شاہ نی اسپر نہین اعتبار
جو چاہی کری میرا پروردگار
یہہ فرما محل مین در آمد ہوئی
منجم وہان سی بر آمد ہوی
خدا پر زبس اوسکو تہا اعتقاد
لگا مانگنی اپنی حق سی مراد
خدا سی لگا کرنی وہ التجا
لگا آپ مسجد مین رکہنی دیا
نکالا مرادون کا آخر سراغ
لگائی اودہر لو تو پایا چراغ
سحاب کرم نی کیا جو اثر
ہوئی کشت امید کی بارور
اوسی سال مین یہہ تماشا سنو
رہا حمل یک زوجۂ شاہ کو
جو کچھ دل پہ گذری تہی رنج و تعب
مبدل ہوئی وہ خوشی سی سب

داستان تولد ہونی شاہزادہ بی نظیر کی

خوشی سی پلا مجکو ساقی شراب
کوئی دن مین بجتا ہی چنگ و رباب
کرون نغمۂ تہنیت کو شروع
کہ اک شاہ اختر کری ہی طلوع
گئی نو مہینی جب اوسپر گذر
ہوا گھر مین شہ کی تولد پسر

عجب صاحب حسن پیدا ہوا
جسے مہر و مہ دیکھ شیدا ہوا

نظر کو نہو حسن پر اوسکی تاب
اوسے دیکھ بیتاب ہو آفتاب

ہوا وہ جو اوس شکل سے دلپذیر
رکھا نام اوسکا سب نے بے نظیر

خواصوں نے خواجہ سراؤں نے جا
کئے نذریں گذرانیاں اور کہا

مبارک تجھے ای شہ نیک بخت
کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت

سکندر نژاد اور دارا حشم
فلک مرتبت او عطارد رقم

ہے اوسکی اقلیم زیر نگین
غلامی کریں اوسکی خاقان چین

یہ سنتے ہی مژدہ بچھا جانماز
رکھی لا کہ سجدے کہ ای بے نیاز

تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہو تجھ سے مایوس امیدوار

دوگانہ غرض شکر کا کر ادا
تہیہ کیا شاہ نے جشن کا

وہ نذریں خواصوں کے خوجوں کی لی
اونہیں خلعت و زر کا انعام دی

کہا جاؤ جو کچھ کہ درکار ہو
کہو خانساماں سے تیار ہو

نقیبوں کو بلوا کے یہ کہہ دیا
کہ نقارخانے میں دو حکم جا

کہ نوبت خوشی کی بجاویں تمام
خبر سنکے یہ شاد ہوں خاص و عام

یہ مژدہ جو پہنچا تو نقارچے
لگا ہر جگہہ بادلا اور زرے

بنا ٹھاٹھ نقارخانے کا سب
مہیا کر اسباب عیش و طرب

غلاف اونپہ بانات چہدر کی بانک
شتابی سے نقارونکو سنگ سانگ

دیا چوب کو پہلے بم سے ملا
لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا

کہا زیر نے بم سے عجب شگون
کہ دوں دوں خوشی کی خبر کہین دون

بجے شادیانے جو واں اوس گھڑی
ہوئی گرد و پیش آ کے خلقت کھڑی

بہم ملکے بیٹھے جو شہنا نواز
بنا ٹھٹھ سے پھرکی لگا اوسپہ ساز

سحر دن ہوا وہ سو پیچ معمول کی
لگی لینی اونچین خوشی سی نئی
نگوروں مین نوبت کی شہنا کی دہن
ترہی اور قرنا ہی شادی کی دم
سُنی جہانجہ نی جو خوشی کی نوا
نئی سر سی عالم کو عشرت ہوئی
محل سی لگا تا بدیوان عام
چلی لیکی نذرین امیر و وزیر
دئی شاہ نی شاہزادہ کی نانو
امیرون کو جاگیر لشکر کو زر
خواصون کو خوجون کو جوڑی دئے
خوشی مین کیا یہان تلک زر نثار
کیا بہانڈ اور بھگتیون نی ہجوم
لگا کہنچنی چونہ پڑنی تمام
جہانتک کہ سازندی تھی ساز کی
جہانتک کہ تہی گاینک اور تنت کار
لگی بجنی قانون و بین و رباب
لگی تہاپ طبلون کی مردنگ کی
کمانچون کو سارنگون کو بنا
لگا موم تارون پہ تہنہ چنگ کی
ستارون کی پردی بنا کر درست

خوشی سی ہوئی گال گل پہول کی
اڑانا لگا بجنی اور سگہر لئی
سگہڑ سننی والون کو کہتی تہی سن
لگی بہنی زیل اور کہرج مین بہم
تہرکنی لگا تا تیون کو بجا
کہ لڑکی کی ہولی کی نوبت ہوئی
عجب طرح کا ایک ہوا ازدحام
لگی کہنچنی زر کی تودی فقیر
مشائخ کو اور پیرزادونکو گانون
وزیرون کو الماس و لعل و گہر
بہا دی جو تہی اونکو گہوڑی دئے
جسی ایک دینا تہا بخشی ہزار
ہوئی آہی آہی مبارک کی دہوم
کہان تک مین لونڈی بچارونکا نام
دہنی دست کی اور آوازے کی
لگی گانی اور ناچنی ایک بار
بہا ہر طرف جوئی عشرت کا آب
صدا اونچی ہونی لگی چنگ کی
خوشی سی ہر ایک اونکی تہ مین ملا
ملا سُر طنبورونکی ایک رنگ کی
بجانی لگی سب وہ چالاک و چست

گئی ہیں کی آسمان پہ گمک — اوٹھا گنبد چرخ سارا دمک

خوشی کی تہی بس ہر طرف تہی بساط — لگی ناچنے اوسپہ اہل نشاط

کناری کی جوڑے چمکتی ہوئے — وہ پانون کی گھنگرو جھنکتی ہوئے

وہ بالی چمکتی ہوئی کان مین — پھڑکنا وہ نتھنی کا ہر آن مین

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤن کی ساتھ — دکھانا وہ رکھ رکھ کی چھاتی پہ ہاتھ

کبھی دل کو پانون سی مل ڈالنا — نظر سی کبھی دیکھنا بھالنا

دکھانا کبھی اپنی چھب مسکرا — کبھی اپنی انگیا کو لینا چھپا

کسی کی چمکتی ہوئی نورتن — کسی کی وہ مکھڑی پہ نتھ کی پھبن

وہ دانتون کی مسی وہ گلبرگ تر — شفق مین عیان جیسی شام و سحر

وہ گرمی تہی چہری کی جیون آفتاب — جسی دیکھ کر دل کو ہو اضطراب

چمکنا گلون کا صفا کی سبب — وہ گردن بے ڈوری قیامت غضب

کبھی منہ کی تئین پھیر لینا ادہر — کبھی چوری چوری سی کرنا نظر

دوپٹی کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ — کہ پردی مین ہو جا ہی دل لوٹ پوٹ

ہر اک تان مین اونکو ارمان یہہ — کہ دل لیجئی تان کی جان یہہ

کوئی فن مین سنگیت کی شعلہ رو — پرم جوگ لچھمی کی لے پہ ملو

کوئی ڈیڑہ گت ہی مین پانون تلی — گھڑی ہی عاشقون کی دلون کو ملی

کوئی دائری ہی مین سچا کر پرن — کوئی ڈھمڈمی مین جتا اپنا فن

غرض ہر طرح دل کو لینا تو ہین — نئی طرح سی داغ دینا او ہین

کبھی مار ہاٹھو کرین قتل عام — کبھی ہاتھ اوٹھا لیون گرتی کو تھام

کہین دُہرپت اور گیت کا شور و غل — کہین قول و قلبانہ و نقش و گل

کہین بھانڈ اور لولیون کا سماں — کہین ناچ کشمیریون کا وہان

مجیرا پکہاوج سے گلے ڈال ڈہول
بجاتی تہی اوسیجا کہڑی باندہ غول

محل مین جو دیکہو تو ایک ازدحام
مبارک سلامت کی تہی دہوم دہام

پری پیکرون کا پرا ایک ہجوم
وہان بہی بڑی عیش و عشرت کی دہوم

چہٹی تلک غرض تہی خوشی ہی کی بات
کہ دن عید اور رات تہی شبرات

بڑہی ابر ہی ابر مین جون ہلال
محل مین لگا پلنی وہ نونہال

برس گانٹہ جس سال اوسکی ہوئی
دل بستگان کی گرہ کہل گئی

وہ گل جب کہ چوتہی برس مین لگا
بڑہایا گیا دودہ اوس ماہ کا

ہوئی تہی جو کچہہ پہلی شادی کی دہوم
اوسیطرح سی پہر ہوا وہان ہجوم

طوائف وہی اور وہی راگ و رنگ
ہوئی بلکہ دونی خوشی کی ترنگ

وہ گل پانون سی اپنی جسجا چلا
وہان آنکہہ کو نرگسون نی ملا

لگا پہرنی وہ سرو جب پانون پانون
گئی ہو وہی آزاد تب اوسکی پانون

داستان تیاری مین باغ کی

می ارسطو نی بلا سا قیا
کہ تعمیر کو باغ کی دل چلا

دیا شہ نی ترتیب ایک خانہ باغ
ہوا رشک سی جسکی لالہ کو داغ

عمارت کی خوبی درون کی وہ شان
لگی جسمین زربفت کی سائبان

چقین اور پردی بندہی زر نگار
درون پر کہڑی دست بستہ بہار

کوئی ڈور سی در پہ اٹکا ہوا
کوئی زہ پہ خوبی سی لٹکا ہوا

وہ مقیش کی ڈوریان سر بسر
کہ مہ کا بندہا جسمین تار نظر

چقون کا تماشا تہا آنکہون کا جال
نگہہ کو وہان سی گذرنا محال

سنہری مغرق چقین ساریان
وہ دیوار اور در کی گلکاریان

دئی ہر طرف آئینی جو لگا
گیا چوگنا لطف اوسمین سما

وہ مخمل کا فرش اوسکا ستہرا لباس
زمین تجلی سے اوسمین روشن تمام
چہپرکہٹ مرصع کا دالان مین
زمین پہ تہی اسطور اوسکی چمک
زمین کا کرون وہانکی کیا مین بیان
بنی سنگ مرمر سی جو پٹی کی نہر

قرینہ سی گرد اوسکی سرو سہی
کہون کیا مین کیفیت دار لسبت
ہوای بہاری سی گل لہلہی
زمرد کی مانند سبزہ کا رنگ
روش کی صفائی پہ بی اختیار
چمن سی بہرا باغ گل سی چمن
چنبیلی کہین اور کہین موتیا
کہڑی شاخ شبو کی ہر جا نشان
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
کہین جعفری اور گیندا کہین
عجب چاندنی مین گلون کی بہار
کہڑی سرو کی طرح چمپی کی باڑ
کہین زرد نسرین کہین نسترن
پڑی اسکو ہر طرف کو سیکہی
گلو نکا لب نہر پر جہومنا

بڑہی جسکی آگی نہ پاوی ہوس
معطر شب و روز جس سی مشام
چمکتا تہا اسطرح ہر آن مین
ستارونکی جیسی فلک پر چمک
کہ صندل کا ایک پارچہ تہا عیان
گئی چار سو اوسکی پانی کی لہر

کچہہ ایک دور دور اوس سی سیب و بہی
لگائی زمین تاک وہان می بہیت
چمن سارے شاداب اور تازہ بہی
روش پر جواہر لگا جیسی سنگ
گل اشرفی کیا زر نثار
کہین نرگس و گل کہین یاسمن
کہین رای بیل اور کہین موگرا
ہرن بان کی اور ہی آن بان
جدہی اوسکی موسم مین سبکی بہار
ساشت کو داؤدیون کا کہین
ہر اک گل سفیدی سی مہتاب وار
کہی تو کہ خوشبوئیون کی جہاڑ
عجب رنگ پر زعفرانی چمن
گرین قربان سرو پہ سے جہکے
اوسی اپنی عالم مین منہہ چومنا

وہ جھک جھک کے گرنا خیابان پہ
نشہ کا سا عالم گلستان پہ

لیے ہاتھ مین بیلچے مالنین
چمن کو لگین دیکھنے بھالنے

کہین تخم پاشی کرین گود کر
پنیری جماوین کہین کھود کر

کھڑی شاخ در شاخ باہم نہال
رہین ہاتھ جون مست گردن مین ڈال

لب جو پہ آئینہ مین دیکھ قد
اکڑنا کھڑی سرو کا جد نہ تد

خرامان صبا صحن مین چار سو
دماغون کو دیتی ہر ایک گل کی بو

کھڑی نہر پر قاز اور قرقرے
لیے ساتھ مرغابیون کے پرے

صدا قرقرون کی لطو تکا وہ شور
درختون پہ بگلی ہونڈیرون پہ مور

چمن آتش گل سے دہکا ہوا
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

صبا جو گئی ڈھیریان کر کے پھول
پڑے ہر طرف مولسریون کے پھول

وہ کیلون کی اور مولسریون کی چھانون
لگی جائین آنکھین لیے جسکا نانون

خوشی سے گلون پر صدا بلبلین
تعشق کی آپس مین باتین کرین

درختون نے برگون کی کھولی ورق
کہ لین طوطیان بوستان کا سبق

سما قمریان دیکھ اوس آن کا
پڑھین باب پنجم گلستان کا

وہ دائیان اور مغلانیان
پھرین ہر طرف اوس مین جلوہ کنان

خواصون کا اور لونڈیون کا ہجوم
محل کی وہ چہلین وہ آپس کی دھوم

تکلف کی پہنین پھرین سب لباس
رہین رات دن شاہزادے کے پاس

کنیزان مہرو کی ہر طرف ریل
چنبیلی کوئی اور کوئی رائے بیل

رنگیلی کوئی اور کوئی سیما مروپ
کوئی جیت لگن اور کوئی کامروپ

کوئی کیتکی اور کوئی گلاب
کوئی مہر رتن اور کوئی ماہتاب

کوئی سیوتی اور نہین مکھ کوئی
کوئی دل لگن اور رتن سکھ کوئی

ادہر اور اودہر آتیان جاتیان
پھرین اپنی جوبن کو دکھلاتیان

کہین اپنی پٹی سنواری کوئی
اری اور سہیلی پکاری کوئی

کہین چٹکیان اور کہین تالیان
کہین قہقہی اور کہین گالیان

بجاتی پھرے کوئی اپنی کڑے
کہین واہ واہ اور کہین واچھڑے

دکھاوے کوئی کو کہر و موڑ موڑ
کہین سوت لوٹے کہین تار توڑ

اداسی کوئی بیٹھی ہنسے ہی
دم دوستی کوئی بہر بہر جیئے

کوئی حوض مین جا کی غوطہ لگاے
کوئی نہر پر پانون بیٹھی ہلاے

کوئی اپنی طوطی سے لیوے خبر
کوئی اپنی مینا پہ رکھی نظر

کسی کو کوئی دے بجھل ہارے کہین
کوئی جان کو اپنی وارے کہین

کوئی آرسی اپنی آگے دھرے
اداسی کہین بیٹھی کنگھی کرے

مقابے کوئی کھول مسّی لگاے
لبون پر دھڑی کوئی اپنی جماے

ہوا اون گلو لنسی دوبالا سمان
اوسی باغ مین تہا وہ سرو روان

غرض لوگ تہی یہہ جو ہر کام کے
یہہ سب واسطی اوسکی آرام کے

پلا جب وہ اس ناز و نعمت کی ساتہہ
پدر اور مادر کی شفقت کی ساتہہ

ہوئی اوسکی مکتب کی شادیان
ہوا پھر اونہین شادیونکا سمان

معلم اتالیق منشی ادیب
ہر ایک فن کی استاد بیٹھی قریب

کیا قاعدی سے شروع کلام
پڑہانی لگے علم اوسکو تمام

دیا تہا زبس حق نے ذہن رسا
کئی سال مین علم سب پڑہ چکا

معانی و منطق بیان و ادب
پڑہا اوسنے منقول و معقول سب

خبر دار حکمت کی مضمون سے
غرض جو پڑہا اوسنے قانون سے

لگا ہیئت و ہندسہ تا نجوم
زمین آسمان مین پڑی اوسکی دہوم

کئی علم تو کہ زبان حرف حرف ۔ اسی نحو سی اوسنی کی عمر صرف
عطارد کو آنی لگی اوسکی لیس ۔ ہوا ایسا وہ لوحی مین وہ خوشنویس
ہوا جب کہ تو خط وہ شیرین رقم ۔ بڑہا کر لکہی ساتسی تو قلم
لیا ہاتھ جب خامۂ مشکبار ۔ لکہا نسخ و ریحان و خطِ غبار
عروس الخطوط اور ثلث و رقاع ۔ خفی اور جلی مثل خطِ شعاع
شکستہ لکہا اور تعلیق جب ۔ رہی دیکہہ حیران اتالیق سب
کیا خطِ گلزار سی جب فراغ ۔ ہوا صفحہ قطعۂ گلزار باغ
کرون علم اوسکا کہان تک بیان ۔ کہ ہی خوب اب مختصر یہہ بیان
کہان تک کہے جو وہ سی ہوا بی نظیر ۔ لیا کہیچ چلّی مین سب فن بتیر
صفا ہی مین سو فار پیکان کیا ۔ کیا جب کہ تو دی یہہ طوفان کیا
کہا چہوٹتی ہی جو لکڑی یہ فن ۔ کیا اپنی قبضی مین سب اوسکا فن
ہوین دست و بازو کی سر سائیان ۔ اوڑائین کئی ہاتھہ مین گہائیان
رکہا موسیقی پہ جو کچہہ خیال ۔ کئی قند سب اوسنی ہاتھون تال
طبیعت گئی کہیچ تصویر پر + ۔ رکہی رنگ سب اوسکی مد نظر
کئی دیکہنی جیسکا بیہہ سب نقش رنگ ۔ کہ حیران ہوئی دیکہہ اہل فرنگ
سوا ان کمالون کی کتنی کمال ۔ مروت کی خو آدمیت کی چال
رزالون سی نفرت تہی نفرت اوسی ۔ سدا قابلون ہی سی صحبت اوسی
گیا نام پر اپنی وہ دلپذیر ۔ ہر ایک فن مین سچ مچ ہوا بی نظیر

داستان سواری کی طیاری کی حکم مین

پلا ساقیا مجہکو ایک جام مل ۔ جو آنی یہ آیا ہی ایام گل +
غنیمت شمر صحبت دوستان ۔ کہ گل پنج روزست در بوستان

ثمر لی نہالی کا گر ہو سکے
شتابی سی بولی جو کچھ ہو سکے

کہ رنگ چمن پر نہیں اعتبار
یہاں جب سرخ میں ہی خزان و بہار

پڑی جب گرہ بارہوین سال کی
کھلی گل جھڑی غم کی جنجال کی

کہا شہ نی بلوا نقیبون کو شام
کہ ہون صبح حاضر سبھی خاص و عام

سواری تکلف سی تیار ہو
مہیا کرین جو کچھ درکار ہو

کرین شہر کو مل کی آئینہ بند
سواری کا ہو لطف جس سی دو چند

رعیت کی خوش ہون صغیر و کبیر
کہ نکلی گا کل شہر مین بی نظیر

یہہ فرما محل مین گئی بادشاہ
نقیبون نی سن حکم لی اپنی راہ

ہوئی شب لیا سہ نی جام شراب
گیا سجدہ شکر مین آفتاب

خوشی مین گئی جلد جو شب گذر
ہوئی سامنی سی نمایان سحر

عجب شب تھی وہ جون سحر رو سفید
عجب روز تھا مثل روز امید

گیا مژدہ صبح سی لی ماہتاب
اوٹھا سوج آنکھون کو ملتا شتاب

کہا شاہ نی اپنی فرزند کو
کہ بابا نہا دہو کی تیار ہو

داستان حمام کی نہانی کی لطافت مین

ملا آتشین آب پیر مغان
کہ ہو لی مجھی گرم و سرد جہان

اگر چاہتا ہی میری دل کا چین
نہ دی تا وہ ساغر کہ ہو قلتین

کدورت میری دل کی دہو ساقیا
ذرا شیشۂ می کو دہو دہا کی لا

کہ سر گرم حمام ہی بی نظیر
گیا ہی نہانی کو بدر منیر

ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین
عرق آگیا اوسکی اندام مین

تن نازنین نم ہوا اوسکا کل
کہ جس طرح ڈوبی ہی شبنم مین گل

پرستار باندہی ہوئی لنگیان
مہ و مہر سی طاس لیکر وہان

لگی ملنی اوس گلبدن کا بدن
ہوا اوڑہتا آب سی وہ چمن

نہانی مین یون تہی بدن کی دمک
برسنی مین بجلی کی جیسی چمک

لبون پر جو پانی پڑا سر بسر
نظر آئی جیسی وہ گلبرگ تر

ہوا قطرۂ آب یون چشم بوس
کبہی تو پڑی جیسی نرگس پہ اوس

لگا ہونی ظاہر جو اعجاز حسن
ٹپکنی لگا اوس سی انداز حسن

گیا حوض مین جب وہ بی نظیر
پڑا آب مین عکس ماہ منیر

وہ گورا بدن اور بال اوسکی تر
کبہی تو کہ ساون کی شام و سحر

نمی سی تہا بالون کا عالم عجب
نہ دیکہی کوئی خوب تر اوس سی شب

کہون اوسکے خوبی کی کیا تجہسی بات
کہ جیون بہیگتی جاتی صحبت مین رات

زمین پر تہا ایک موجۂ نور خیز
ہوا جب وہ فوارہ سان آب ریز

زمرد کی لی ہاتہہ مین سنگ پا
گیا خادمون نی جو آتنک پا

ہنسا کہلکہلا وہ گل نوبہار
لیا کہینچ پاؤن کو بی اختیار

عجب عالم اوس نازنین پر ہوا
اثر گدگدی کا جبین پر ہوا

ہنسا اس ادا سی کہ سب ہنس پڑے
ہوئی جیسی قربان چہوٹی بڑے

دعائین لگی دینی بی اختیار
کہا خوش رکہی تجہکو پروردگار

کہ تیری خوشی سی ہی سبکی خوشی
مبارک تجہی روز و شب کی خوشی

نہ آوی کبہی تیری خاطر پہ میل
چمکتا رہی یہہ فلک کا سہیل

کیا غسل جب اس لطافت کی ساتہہ
اوڑہا کہیس لائی اوسی ہاتہون ہاتہہ

نہا دہوکی نکلا وہ گل اسطرح
کہ بدلی سی نکلی ہی مہ جس طرح

غرض شاہزادہ کو نہلا دہلا
دیا خلعت خسروانہ نہا

جواہر سراسر پہنایا اوسی
جواہر کا دریا بہنایا اوسی

لڑی لٹکن اور کلغی اور نورتن | عدد ایک سی ایک زیب بدن
مرصع کا سیچ جون موج آب | منور تھی جون تیغ آفتاب
وہ موتی کی مالی بصد زیب و زین | کہین جسکو آرام جان دل کا چین
جواہر کا تن پہ عجب تھا ظہور | کہ ایک ایک عدد اوسکا تھا کوہ طور
غرض ہو کی اسطرح آراستہ | خراماں ہوا سرو نوخاستہ
نکل گھر سی جسدم ہوا وہ سوار | کئی جوان گوہر کی اوس پر نثار
زبس تھا سواری کا باہر ہجوم | ہوا جب کہ ڈنکا پڑی سب مین دہوم
برابر برابر کھڑی تھے سوار | ہزارون ہی ہتی ہاتھیونکی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریان | شب و روز کی سی طرحداریان
چمکتی ہوئی بادلی کے نشان | سوارونکی غٹ اور بانونکی شان
ہزارون ہی اطراف مین پالکی | جھلابور کی جگمگی سنالکی
کہارونکی زربفت کی کرتیان | اور اونکی وہی بانوکی پھرتیان
بندہی پگڑیان تاش کی سر اوپر | چکا چوندہ مین جس سی آدمی نظر
وہ ہاتھون مین سونی کی موٹی کڑی | جھلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑی
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان | وہ نوبت کہ دولہ کا جیسی سمان
وہ شہنائیون کی صدا خوشنما | سہانی وہ نوبت کی دہیمی صدا
وہ آہستہ گھوڑون پہ نقارچی | قدم با قدم بالباس زری
بجاتی ہوئی شادیانی تمام | چلی آگی آگی بصد شاد کام
سوار اور پیادہ صغیر و کبیر | جلو مین تمامی امیر و وزیر
وہ نذرین کہ جس جس نی تہین ٹھانیان | شہ و شاہزادہ کو گذرانیان
ہوئی حکم سی شاہ کی جب سوار | چلی سب قرینی سی با فوج قطار

سجی اور سجائی سبھی خاص و عام   لباس زری مین ملبس تمام
طرق کی طرق اور تری کی تری   کچھ ادہر سے اودہر کچھ ورے کچھ پرے
مرصع کی سازونسی کوتل سمند   کہ خوبی مین روح القدس سی دوچند
وہ فیلون کی اور سنگ ڈنبر کی شان   جہلکتی وہ منقش سے سایبان
چلی پایۂ تخت کی ہو قریب   بدستور شاہانہ تہی جریب
سواری کی سے آگے ہی اہتمام   لئی سونی روپی کی عاصی تمام
نقیب اور جلودار اور چوبدار   پہ آپس مین کہتی تہی ہر دم پکار
اوسی اپنی معمول و دستور سی   ادب سی تفاوت سی اور دور سی
بلا تو جوانو بڑے ہے جائیو   دو جانب سی باگین لیئ آئیو
بڑی جائین آگے سی چلتے قدم   بڑی عمر و دولت قدم با قدم
غرض اسطرح سی سواری چلے   کہی تو کہ باد بہاری سی چلے
تماشائیونکا جدا تہا ہجوم   کہ ہر طرف تہی لاکہہ عالم کی دہوم
لگا قلعہ سی شہر کی حد تلک   دو کانون پہ تہی بادلی کی جہلک
مڈہی تہی تمامی سی دیوار و در   تمامی تہا وہ شہر سونی کا گھر
کیا تہا زبس شہر آیینہ بند   ہوا چوک کا لطف وہان چار چند
رعیت کی کثرت ہجوم سپاہ   گذرتی تہی رک رک کی ہر جا نگاہ
ہوئی جمع کوٹہون پہ جو مرد و زن   ہر ایک سطح تہا جون زمین چمن
یہہ خالق کی سن قدرت کاملہ   تماشی کو نکلی زن حاملہ
لگا لیچ سی تا ضعیف و نحیف   تماشی کو نکلی وضیع و شریف
وحوش و طیورون تلک جلیل   پڑی آشیانون سی اپنی نکل
نہ ہو نجا جو ایک مرغ قبلہ نما   سو وہ آشیانی مین تڑپا کیا

زبس شاہزادہ بہت تھا حسین ۔ ہوئی دیکھ عاشق کہین و وہین
نظر جسکو آیا وہ ماہ تمام ۔ کیا اوسنے جھک جھک کی اوسکو سلام
دعا شاہ کو دی کہا بر الٰہ ۔ سدا یہ سلامت رہی مہر و ماہ
یہہ خورش اپنی مہ سی رہی شہریار ۔ کہ روشن رہی شہر پروردگار
غرض شہر سی باہر ایک سمت کو ۔ کوئی باغ تھا شہ کا اوسمین سی آ
گہڑی چار تک خوب سی سیر کر ۔ رعیت کو دکہلا کی اپنا پسر
اوسی کثرتِ فوج سی ہو سوار ۔ پہرا شہر کی طرف وہ شہریار
سواری کو پہنچا گئی فوج اودہر ۔ گئی سب اپنے منزل مین شمس و قمر
جہان تک کہ تہین خادمانِ محل ۔ خوشی سی وہ دیوڑہی تک آئین نکل
قدم اپنی حجرون سی باہر نکال ۔ لیا سب نی آپہنچوا حال حال
بلائین لگین لینی سب ایکبار ۔ کیا جی کو یک دست سبنی نثار
گیا جب محل مین وہ سرو روان ۔ بندہا ناچ اور راگ کا پہر سمان
پہر رات تک پہنی پوشاک وہ ۔ رہا سا تہہ سبکی طربناک وہ
قضا را وہ شب تہی شب چاردہ ۔ پڑا جلوہ لیتا تہا ہر طرف مہ
نظارے سی تہا اوسکی دلکو سرور ۔ عجب عالم نور کا تہا ظہور
عجب لطف تہا سیر مہتاب کا ۔ کہی تو کہ دریا تہا سیماب کا
ہوا شاہزادہ کا دل بیقرار ۔ یہہ دیکھی جو وہان چاندنی کی بہار
کچھہ آئی جو اوس مہ کی جی مین ترنگ ۔ کہا آج کوٹہی پہ بچہی پلنگ
خواصون نی جا شاہ سی عرض کی ۔ کہ شہزادی کی آج یون ہی خو
ارادہ ہی کوٹہی پہ آرام کا ۔ کہ مہتابی عالم لب بام کا
کہا شہ نی اب تو گئی دن نکل ۔ اگر یون ہی مرضی تو کیا ہی خلل

پر اتنا ہی اوس سی خبردار ہون ۔ جنہون کی ہو جو کی وہ بیدار ہون
لب بام پر جب یہہ سولی صنم ۔ کرین سورۂ نور کو اوسپہ دم
تمہارا میرا بول بالا رہی ۔ یہہ اس گہر کا قایم اوجالا رہی
کہانتک خواصون نی حق سی امید ۔ یہی ہی کہ ہم ہی رہین رو سفید
پہرین حکم لی وہان سی پہر شاہ کا ۔ بچہونا وہین جا کیا ماہ کا
قضارا وہ دن تہا اوسی سال کا ۔ غلط وہم ماضی مین تہا حال کا
سخن مولوی کا یہہ سچ ہی قدیم ۔ کہ آگی قضا کی ہوا احمق حکیم
پڑی ایسی اپنی جو سب عیش بیچ ۔ نہ سمجہی زمانی کی کچہہ اونچ نیچ
یہہ جانا کہ یونہین رہیگا مدام ۔ نہ دریافت کی اس [illegible]
کہ اس بیوفا کی نئی ہی ترنگ ۔ یہہ گرگٹ بدلتا ہی ہر دم سی رنگ
کرا یاد وہ عیش وہ جام بخت ۔ کہ صد شام بر فرق صبح بخت
ندارد عجب نیرنگ دہر ۔ کہ آرد ز یک حقہ تریاک و زہر

داستان شاہزادی کی کوٹہی پر سونی کی اور پری کی اوڑا لیجانی کی

شتابی سی اوٹہ بیٹہی وہ سیمیں بر ۔ کہ چارون طرف ماہ ہی جلوہ گر
بلورین گلابی مین دی بہر کی جام ۔ کہ آیا بلندی پہ ماہ تمام
ہوا پی کہان اور کہان پہر یہ دن ۔ مثل ہی کہ ہی چاندنی چار دن
اگر می کی مستی مین کچہہ دیر ہی ۔ تو پہر جانو یہہ کہ اندہیر ہی
وہ سونیکا جو تہا خزانہ پلنگ ۔ کہ سیمین تنون کو ہو جسپر امنگ
سراسر ادہی زری بافتی ۔ کہ تہی یہ شک آینہ صاف کی
کہی چادر ایک اوسپہ شبنم کی صاف ۔ کہ ہو چاندنی جسکی صفا کی غلاف
کسی اوسپہ کسنی وہ مقیش کی ۔ کہ جہنجون مین ہی جسکی موتی لگی

دہری اوسپہ تکیی کی نرم نرم
کہ مخمل کو ہو جسکی دیکھی سی شرم

کہان تک کوئی اونکی خوبی کو پای
جسی دیکھ آنکھون کو آرام آئی

وہ گل تکیی اوسکی جو تہی رشک ماہ
کہ ہر وجہ تہی اونکو خوبی مین راہ

کبہی نیند مین جب کہ ہوتا تہا وہ
تو رخسار رکھ اوسپہ سوتا تہا وہ

چہپائی سی ہوتا نہ حسن اوسکا ماند
دئی تہی لگا اوسکی مکہڑی کو چاند

ہوئی دونون کی حسن کی ایک جوت
کہ جیسی ہو دو شمعون کی ایک سوت

زبس نیند مین تہا جو وہ سو رہا
بچہونی پہ آتی ہی بس سو رہا

وہ سویا جو اوس آن سی بی نظیر
رہا پاسبان اوسکا بدر منیر

ہوا اوسکی سونی پہ عاشق جو ماہ
لگا دی ادہر اپنی اوسنی نگاہ

وہ مہ اوسکی کوٹہی کا بالا ہوا
غرض وہانکا عالم دوبالا ہوا

وہ پہولون کی خوشبو وہ ستہرا پلنگ
جوانی کی نیند اور وہ سونی کا ڈہنگ

یہان تک کہ جو کی تہی پہرے دار
ہوا جو چلی سو گئی ایکبار

غرض سب کو وہان عالم خواب تہا
مگر جاگتا ایک مہتاب تہا

قضارا ہوا ایک پری کا گذر
پڑی شاہزادی پہ اوسکی نظر

مہ رو کا سا دیکھا جو اوسکا بدن
جلا آتش عشق سی اوسکا تن

ہوئی لاکہہ جی سی وہ اوسپر نثار
وہ تخت اپنا لائی ہوا سی اوتار

جو دیکھا تو عالم عجب ہی یہان
منور ہی سارا زمین آسمان

دوپٹی کو اوس مہ کی منہ سی اوٹہا
دیا گال سی گال اپنا ملا

اگرچہ ہوئی تہی زیادہ ہوس
ولیکن حیا نی کہا اوسکو بس

مئی عشق مین پہر یہہ سوجہی ترنگ
کہ لی چلیی اسکا امانت پلنگ

محبت کی آئی جو دل مین ہوا
وہان سی اوسی لی اوڑی دلربا

ہوا جب زمین سے وہ شعلہ بلند / ہوا مین ستارہ سا چمکا وہ چند
شب مہ مین وہ یون زمین سے اوٹھا / چلی شیر جسطرح سے جوش کہا
جلی رشک سے اوسکی شمع و چراغ / کہ اوس مہ کا پہنچا فلک پہ دماغ
غرض لے گئی آن کی آن مین / اوڑا کر وہ اوسکو پرستان مین
کبھی خوش ہے دل اور کبھی دردمند / زمانی کی جیسی ہے پست و بلند

داستان حالت تباہ کرنی ماں باپکی شاہزادیکی غائب ہونی سے

شتابی مجھے ساقیا دے شراب / کہ یہہ حال سنکر ہوا دل کباب
یہان کا تو قصہ مین چھوڑا یہان / ذرا اب سنو غمزدون کا بیان
کرون حال ہجران زدونکا رقم / کہ گذرا جدائی سے کیا اونپہ غم
کھلی آنکھہ جو ایک کی وہان کہین / تو دیکھا کہ وہ شاہزادہ نہین
نہ ہے وہ پلنگ اور نہ وہ ماہ رو / نہ وہ گل ہے اوسجا نہ وہ اوسکی بو
رہے دیکھہ یہہ حال حیران کار / کہ یہہ کیا ہوا ہای پروردگار
کوئی دیکھہ یہہ حال رونے لگے / کوئی غمسے جی اپنا کھونے لگے
کوئی تلملائے سے پھرنے لگے / کوئی ضعف کہا کہا کے گرنے لگے
کوئی سر پہ رکھہ ہاتھہ دلگیر ہو / گئی بیٹھہ ماتم کی تصویر ہو
کوئی رکھہ کے زیر زنخدان چھڑی / رہی نرگس آسا کھڑی کی کھڑی
رہی کوئی اونگلی کو دانتون تلے داب / کسی نے کہا گھر ہوا یہہ خراب
کسی نے دئی کھول سنبل سے بال / طمانچون سے جون گل کئی سرخ گال
نہ بن آئی کچھہ اونکو اسکی سوا / کہ کہتی یہہ احوال اپنے شہ سے جا
سنی شہ نے القصہ جب یہہ خبر / گرا خاک پر کہہ کے ہای پسر

کلیجہ پکڑ مان تو بس رہ سی گئی
کلی کی طرح سی بکس رہ گئی

ہوا گم وہ یوسف پڑی یہہ جو دہوم
گیا خادمان محل لی ہجوم

کہا شہ نی وہان کا مجہی دو پتا
عزیزو جہان سی وہ یوسف گیا

گئین لی وہ شہ کو لب بام پر
دکہایا کہ سوتا تہا یہان سیمبر

یہی تہی جگہہ وہ جہان سی گیا
کہا ہا می بیٹا تو یہان سی گیا

میری نوجوان مین کدہر جاؤن پیر
نظر تو لی مجہہ پر غضب کی نظر

عجب بحر غم مین ڈبویا مجہی
غرض جان سی تو نی کہویا مجہی

کرون اس قیامت کا کیا مین بیان
ترقی مین ہردم تہا شور و فغان

لب بام کثرت جو یکسر ہوئی
تلی کی زمین ساری اوپر ہوئی

شب آدہی وہ جسطرح سوتی کٹی
رہی تہی جو باقی وہ روتی کٹی

عجب طرح کی شب تہی ہیہات وہ
قیامت کا دن تہا نہ تہی رات وہ

سحر نی کیا جب گریبان چاک
اوڑانی لگی ملکی سب سر پہ خاک

اوٹہا شہر مین ہر طرف شور و غل
کہ غائب ہوا اس چمن سی وہ گل

غم و درد سی دل عجب کا بہرا
ہوا باغ سارا وہ ماتم سرا

گیا جبکہ وہ سرو اس باغ سی
نظر پہول آنی لگی داغ سی

اکڑ ناگئی سرو سب اپنا بہول
اوڑانی لگین قمریان سر پہ دہول

صدا اب جو کوئی انہون کی سنی
تو کوکو سی اونکی جگر تک بہنی

ہوئی خشک اور زرد سارے نہال
ثمر تک کی پاؤن ہوئی پائمال

ترانی سی بلبل کا جی ہٹ گیا
گلون کا جگر درد سی پہٹ گیا

تبسم گیا حزن سی غنچہ بہول
ہوا غم سی ازبس لہو سب کی پہول

اوڑا نور نرگس کی آنکہون کا سب
ہوئی بال سنبل کی ماتم کی شب

لب جو کی اوڑنے لگی گرد گرد ‏ گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالہ کی دل کو تمام ‏ دیا خاک مین مہیک عشرت کا جام
پڑا ماتم اوس باغ مین بسکہ سخت ‏ ہوئی نخل ماتم تمامی درخت
گری غم سی انگور مدہوش ہو ‏ پڑی ساری سائی سیہ پوش ہو
لگی تھی جو پتی درختون کی ساتھہ ‏ وہ ہل ہل کے ملتے تھی آپس مین ہاتھہ
وہ لبریز جو نہر تھی جابجا ‏ سو آنکھون کو وہ رہ گئی ڈبڈبا
او چھلتی تھی فوّاری جو اوسکی وہان ‏ گیا سب نکل اونکا تاب و توان
مزہ پر جو کچھہ اشک تھی جھڑ گئی ‏ غرض روتی روتی گر سی پڑ گئی
ہوا حال چشمونکا بہا اشک تباہ ‏ کیا رخت پانی نی اپنا سیاہ
کہان وہ کوئین اور کدھر آبشار ‏ کوئی دلمین روئی کوئی ڈاڑہ مار
نہ بگلونکا عالم نہ وہ قمری ‏ نہ وہ آبجوئین نہ سبزی ہری
جہان رقص کرتی تھی طاؤس باغ ‏ لگی بولنی اون منڈیرون پہ زاغ
سہانی وہ جہائین جو دلچسپ تہین ‏ سو کیا سو کہ اب دل لگی وان کہین
منقش جہان تہی وہ رنگین مکان ‏ ہوئی ہیت وہ جون دیدۂ خون چکان
گلون کی طرح کہل رہی تھی جو دل ‏ سو وہ سب خزان سی ہوئی مضمحل
خزان کا علم دل مین جو آ گڑا ‏ جگر برگ گل کی طرح جھڑ پڑا
نہ غنچہ نہ گل نہ گلستان رہا ‏ فقط دل مین ایک خار ہجران رہا
وزیرون نی دیکھا جو احوال شاہ ‏ کہ ہوتی ہی اب اسکی حالت تباہ
کہا گو جدا اس سی گوارا نہین ‏ ولیکن خدا سی سی چارا نہین
نہین خوب اتنا تمہین اضطراب ‏ نصیبون سی شاید ملی وہ شتاب
خدا چاہی اب اسمین کیا بہید ہی ‏ یہہ کہتی ہین جسپہ ان کو امید ہی

خدا کی خدائی تو معمور ہے — غرض اوسکی نزدیک کیا دور ہے
نہین ایک صورت یہ کوئی مدام — اوسیکی غرض ذات کو ہی قیام
پہنچا اورشہ کو بیٹہا تخت پر — پہر نوع رہنی لگے یک دگر
لٹایا بہت باپ نی مال و زر — ولیکن نہ پائی کچہہ اوسکی خبر

داستان پرستان مین لیجانی کے

مجہی دیجئے کہوج اوسکا بتا — ذرا خضر رہ تو ہی ہو ساقیا
نہ پائی کہین جہان تو اوس گل کی بو — کرون اب پرستان مین جستجو
اوڑی جو پری وہان سی لیکر اوسی — اوتارا پرستان کی اندر اوسی
وہان ایک تہا سیر کا اوسکی باغ — کہ جسکی گلون سی ہو تازہ دماغ
ریاحین و گل اوسمین انواع کی — طلسمات گل اوسمین انواع کی
طلسمات کی ساری دیوار و در — نہ یہان کی سی کوٹہی نہ یہان کی سی گہر
مطلا منقش مشبک تمام — پہر کیا ہو جو ہو دہوپ کا اوسمین نام
گرمی چمن کی وہان اس لطافت سی تہی دہوپ — کہ زر دیکہا جون زعفران سر ہو روپ
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر — نہ سردی نہ گرمی کا اوسمین خطر
ہری اور بہری سب کلونتی مکان — جہان چاہئی جا کی رکہدین وہان
درخشندہ ہر سقف و الان کے — ہو دیوا جیسی چراغان کے
زمین وہان کی ساری جواہر نگار — اوٹہین چمن اور ہوا مین بہار
کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق — نظر آئی وہ چیز بالائی طاق
جواہر کی ذی روح وحش و طیور — خراماں پہرین صحن مین دور دور
پہرین ڈہنکو ساری وہ حیوان ہو — کرین رات کو کام انسان ہو
لگی ہر طرف گوہر شب چراغ — وہی ان کو گوہر وہی شب چراغ

بنائی ہوئی جا بجا ہم نہال ۔ گل و غنچہ سب وہانکی دودو اچھال
صدا آب سی آپ گھڑیال کی ۔ کہیں ناچ کی اور کہیں تال کی
رہی وہانکی مجروں کا جو در کھلا ۔ تو دنیا کی باجوں کی آئی صدا
وگر بند کر دیجئی ایکبار ۔ تو جوں ارغنوں راگ نکلیں ہزار
مکانوں میں مخمل کا فرش و فروش ۔ بخط سلیمانی اوپر نقوش
طلسمات کی پردی اور چلونین ۔ ارادی پہ دل کی اوٹھیں اور گرین
جو اصیلیں پری زاد اوسمین تمام ۔ پھرین گرد گرد اوس پری کی مدام
سر شجر بنگلا مرصع نگار ۔ سراپا برنگ گہر آبدار
رکھا شاہزادی کا اوسمین پلنگ ۔ کہا حسن سی اوسکی بنگلی کا رنگ
قضارا کھلی آنکھ اوس گل کی جو ۔ اٹھا پی وہاں شہر کی اٹھی لو
نہ وہ لوگ دیکھی نہ وہ اپنی جا ۔ تعجب سی ایک ایک کو تکتا رہا
اچنبھی کا یہ خواب دیکھا جو وہاں ۔ لگا کہنی یارب میں آیا کہاں
زبس تھا وہ لڑکا تو سہما سہی کچھہ ۔ ہوا کچھہ دلیر اور حیران بہی کچھہ
سرہانی جو دیکھی مہ چاردہ ۔ کہی اجنبی سی وہ ایک رشک مہ
کہا کون ہی تو یہ کسکا ہی گھر ۔ لی آیا مجھی کون گھر سی ادہر
پھرا منہہ کو اور لی اودھر سی نقاب ۔ دیا اوس پری نی یہ ہنسکر جواب
خدا جانی تو کون میں کون ہوں ۔ مجھی بہی تعجب ہی میں کیا کہوں
پر اب تو تو مہمان ہی میری گھر ۔ لی آئی ہی تجکو قضا و قدر
یہ گھر گو کہ میرا ہی تیرا ہی مین ۔ پر اب گھر یہ تیرا ہی میرا نہین
تیری عشق نی مجکو شیدا کیا ۔ تیرا غم میری دل مین پیدا کیا
چھڑا کر تیرا مجھ سی شہر و دیار ۔ یہ بندی ہی لائی ہی تقصیر وار

پری ہوں میں اور یہہ پرستان ہے ۔ یہاں سب یہہ قوم پری جان ہے
کہاں صورت جن کہاں شکل انس ۔ غرض تہی صحبت غیر جنس
پری کو ہوئی شادی اوس سے کو غم ۔ یہہ ناچار کیا کر سکی وہ ستم
کبہی یوں بہی ہے گردش روزگار ۔ کہ معشوق عاشق کی ہو اختیار
غرض دل کو جوں توں لگا یاد یاں ۔ کہا اوسنے جو کچھہ کہا اوسکو یاں
ولیکن نہ عقل و نہ ہوش و حواس ۔ رہی وحشیوں کی طرح وہ اوداس
کبہی اشک انکہوں میں بہر لاے وہ ۔ کبہی سانس لیکر کہی ہاے وہ
وہ محلوں کی چہلیں وہ گہر کا سماں ۔ رہی روبرو وہ بیان میں ہر زمان
وہ شفقت جو ماں باپ کی یاد آے ۔ تو راتوں کو رو رو کی دریا بہاے
کبہی اپنی تنہائی پر غم کری ۔ کبہی اپنی اوپر دعا دم کری
کری یاد جب اپنی ناز و نعم ۔ فغان زیر لب وہ کری دمبدم
بہانہ سی دن رات سویا کری ۔ نہ موجب کوئی تب وہ رویا کری
غرض اضطراب اوسکو ہر حال میں ۔ کہ جوں مرغ تڑپی نیا جال میں
غرض ماہ رخ اوس پری کا تہا نام ۔ پدر سی کیا تہا یہہ پوشیدہ کام
کبہی گہر میں اپنی کبہی رہتی وہاں ۔ کہ تا راز اوسکا نہ ہوئی عیاں
وہ پریوں میں از بسکہ تہی ذی شعور ۔ نئی چیز لاتی تہی اوسکی حضور
عجائب غرائب پرستان کے ۔ دکہاتی تہی ہر شب اوسی آنکے
نئی کہانی اور میوی اقسام کی ۔ مہیا سب اسباب آرام کی
نئی کشتیاں روز پوشاک کی ۔ خوشامد سدا جان غمناک کی
نئی سانگ وہانکی نئی راگ رنگ ۔ کہ تا دل لگے اور نہ ہو جی پہ تنگ
شرابوں کی شیشی چنی طاق میں ۔ گزک وہ کہ نکلی نہ آفاق میں

شراب و کباب و چبار و نگار — جوانی و مستی و بوس و کنار
نہ تہا اور کچہہ غم تو اوسکو وہان — بغیر از غم دوری دوستان
اوسی غم سی گہل گہل کی مرتا تہا وہ — سدا شمع سان آہ کرتا تہا وہ
پری وہ جو تہی دل لگا بیٹہی ہوئی — وہ بیٹہی تہی اوسکو اوڑائی ہوئی
وہ تہی نازنین بہی بہت عقلمند — نہ کہلتی تہی اوس سی گرہ اسکی ہوتی تہی بند
کہا ایک دن اوسنی سن بی نظیر — میری دام مین تو ہوا ہی اسیر
تو ایک کام کر ایک پہر بہر کہین — کیا کر تماشا ایک سیر روی زمین
تو ترک تک کی دل کو نکر اپنی بند — نہ پہنچی کہین تیری جی کو گزند
سر شام جاتی ہون مین باپ پاس — اکیلا تو رہتا ہی اسجا اوداس
بہگہوڑا مین دیتی ہون کل کا تجہی — ولیکن بہیدی تو تجہلکا مجہی
کہ کر شہر کی طرف جاو کہین — دیا دل کسی سی لگاو کہین
تو پہر حال ہو جو گنہگار کا — وہی حال ہو تجہسی دلدار کا
کہا کیونکہ مین تمکو جاونگا بہول — مجہی جو کہا تمنی سب ہی قبول
کہا ماہ رخ نی کہ تہی تیری بخت — سر تخت تجہی ہین سلیمان کا تخت
جو اوتری تو کل اسکی ہون جوڑ لو — جو سیر گلشن چاہی تو ودن موڑ لو
زمین سی لگا اور تا آسمان — جہان جا سو جا سو تو وہان

داستان گہوڑی کی تعریف مین

کہون کیا مین اوس اسپ کی خوبیان — پرندون مین کب ہون بہہ محبوبیان
ذرا ایک کو موڑی تو فلک پر ہوا — جو کبہی تو تہمی اوسی باد پا
کہا و ہی نہ بیدی نہ سوتی کبہی — نہ دانی نہ بسیار ہوتی کبہی
نہ خشری نہ گمری نہ نشیب کو روہ — نہ وہ کہنہ لنگ اور نہ منہ زور وہ

نہ ٹڈو ٹکا نہ موتڑون کا خلل
نہ پیشانی او پستانی کا بل

نہ ساین نہ ناگن نہ بہونری کا ڈر
ہر ایک عیب سی وہ غرض تہی حذر

یہہ گہوڑا جو اس کل کی تہا بخشش کا
فلک سیر تہا نام اوس رخش کا

سر شام وہ بی نظیر جہان
اوسی رخش پر ہو کی جلوہ کنان

ہر ایک طرف سی ہو گذرتا تہا وہ
وہیں ایک پہر سیر کرتا تہا وہ

پہر جب کہ بجتا تو پہرتا شتاب
کہ پہر پہر تہا ماہ رخ کا عتاب

داستان وارد ہونی میں بی نظیر کی باغ میں پری کی

کدہر ہی تو ای ساقی شوخ رنگ
کہ آیا ہون میں بیٹہی بیٹہی تنگ

پلا مجہکو دارو کوئی تیز و تند
کہ ہوتا چلا ہی میرا ذہن کند

تیری توسن طبع کو پر لگا
مجہی یہان سی لیکر فلک پر اوڑا

سنو ایکدن کی یہہ ہم وار ذات
اوتہا سیر کو بی نظیر ایک رات

ہوا تا کہان اوسکا ایکجا گذر
تماشا سا ایک باغ آیا نظر

سفید ایک دیکہی عمارت بلند
کہ تہی نور مین چاندنی سی دوچند

وہ چہٹکی ہوئی چاندنی جابجا
وہ جاڑی کی آمد وہ ٹہنڈی ہوا

وہ دیکہا فلک اور وہ مہ کا ظہور
لگا شام سی صبح تک وقت نور

یہہ عالم جو دیکہا تو گہوڑی پہ آ
اوترا اپنی گہوڑی سی او سیر کہا

لگا جہانکنی اوس مکان کی تئین
کہ دیکہون تو یہان کون سی ہی مکین

جو دیکہا تو ایسا کچہہ آیا نظر
کہ سب کچہہ گیا اوسکی جی سی گذر

کہا جی سی اب تو جو کچہہ ہو سو ہو
ذرا چل کی اس سیر کو دیکہہ لو

یہہ کہکی اوترا وہ بی پاؤن وہ
نظر سی بچاتی ہوئی چہاؤن وہ

الک کہول ہاتہہ سی وہ ہانکی کیواڑ
چلا سایہ سا یہہ درختون کی آڑ

تھی ایک طرف گنجان باہم درخت
لگا وہان سی جھپ جھپ کی کرنی نظر
جو دیکھی تو صحبت عجب ہی وہان
عجب صورتین اور طرفہ محل
ملی جنس کی اپنی جو اوسکو . لوٹ
نظر آئی وہان چاندنی کی بہار
در و بام ایک لخت ساری سفید
مغرق زمین پر تمامی کا فرش
زمین کا طبق آسمان کا طبق
بلورین دہری ہر طرف سنگ فرش
گئی اوسکی عالم پہ جسدم نگاہ
طرح اوسکی ہر دل کی مانوس تہی
کہین دیکہہ اوسکی تین ہوشمند
ہر ایک سمت وہان نور کا ازدحام
لپٹی ہوئی بادلون سی درخت
طبق وہ جو پڑ کی پاکیزہ نہر
لب نہر پر صاف جو غور سی
پڑی اوسمین فوارے چھٹتی ہوئی
مقرض پڑا اوسمین منقش جو
لگی گو دستیش چہوٹی بڑی
غرض اپنی صورت سی تارونکو توڑ

کہ لپٹی ہون جس طرح مشتاق سخت
درختون سی جون ماہ ہو جلوہ گر
عجب چاندنی ہی عجب ہی سمان
جلا دیکھتی ہی دل اوسکا نکل
لگا تکنی حیرت سی ہر ایک کو
کہ آنکھون نی سیکھی خیرگی اختیار
ہر ایک طاق محراب صبح امید
جھلک جسکی لی فرش سی تا بعرش
سنہری روپہلی ہون جیسی ورق
کہ جس سی منور رہی رنگ فرش
اور آیا نظر اوسمین ایک بنگلا
کہ گویا وہ شیشی مین فانوس تہی
پری کو کیا ہیگا شیشی مین بند
لگی آئینہ قد آدم تمام
زمین و ہوا صاحب تاج و تخت
پڑی چشمہ ماہ سی جسمین لہر
تو بیٹھی ہی تہی وہ ایک بلور
ہوا بیچ موتی سی لٹتی ہوئی
گرا ماہ وہان رشک سی ٹوٹ ہی
ہر اکجا ستاری اوڑا دین کہڑی
زمین کو فلک سا بنایا تہا جوڑ

ہوا مین وہ جگنو سے چمکین بہم / ملین جلوہ مہ کو زیر قدم
فقط چاندنی مین کہان طور یہ / کہ طرہ نہ جب تک ملی اور یہ
زمانہ زر افشان ہوا زر فشان / زمین سے لگا تا سما زر فشان
گل و غنچہ زرین و تاج خروس / زمین چمن سب جبین عروس
خرامان زری پوش ہر ماہ وش / کرین دیکھ کر مہر و مہ جنکو غش
کھڑا ایک نمگیرہ زر نگار / کہ تھی جسکی جھالر پہ موتی نثار
جڑاو وہ استادی الماس سے / ڈھلی ایک سانچی کی الیک راس سے
کہی ڈوری ہر طرف زر تار کی / لڑی تھی جون کناری کی ہون ہار سے
کہون کیا مین جھالر کی اوسکی پھبن / کہ سورج کی ہو گرد جیسے کرن
مغرق تھی مسند ایک جگمگے / کہ تھی چاندنی جسکی قدمون لگے
نہ بھولی سماتی تھی تکیے دہری / کہ تھی وہ فقط حسن ہی سی بھری
بلورین صراحی وہ جام بلور / دل و دیدہ وقف تماشائی نور
زمین نور کی آسمان نور کا / صد بہر دیکھو او دہر سمان نور کا
چمن سارے دا او دیون سے بھرے / جوانان خوشبو کی ہر جا پرے
ستارون کا مہتاب مین حال یون / کہ جوتی مین پانی کے قطرے ہون جون
اگر کچھ بھی سایہ ادہر نکلا ہو / تو ہے وہ بھی جون سایہ مہر و ماہ
کرے ہے نگہ جس طرف کو گذر / بجز نور آتا نہین کچھ نظر
کرون کون سے حسن کو انتخاب / ہر ایک آئینہ مین وہی ماہتاب
نظر جس طرف جاے نزدیک و دور / اوسی ایک مہ کا ہی ہر جا ظہور
نکل اپنی وحدت سے کثرت مین آ / وہی نور ہی جلوہ گر جا بجا
نئے رنگ سے ہر طرف ماہتاب / وہی ایک نکتہ کہ جس کی کتاب

حقیقت کی لیکن بصارت ہی ہو	کہ دیکھی نہ اوسکی سوا غیر کو

داستان تعریف بدر منیر اور عاشق ہونا بی نظیر کا

گلابی میری سامنی ساقیا	مہ چاردہ کو دیکھا کر پلا
کہ دیکھی سی جسکی ہو دل کو سرور	نظر کام کرجای نزدیک و دور
کرون اوس مکان کی تمکین کا بیان	کہی بعد خاتم نگین کا بیان
وہ مسند جو تھی موج دریای حسن	وہان دیکھی ایک مسند آرای حسن
برس پندرہ ایک کا سن و سال	نہایت حسین اور صاحب جمال
دئی کہنی تکیہ پہ ایک نازسی	سر نہر بیٹھی تھی انداز سی
خواصین کہڑین ادہر او دہر تمام	ستارون کا جون ماہ پر ازدحام
وہ بیٹھی تھی سج دہج بنائی ہو	دل اوس چاندنی پہ لگائی ہوئی
اودہر آسمان پر وہ رخشندہ مہ	ادہر یہ زمین پر مہ چاردہ
پڑا عکس دونون کا جو نہر مین	لگی لوٹنی چاند ہر لہر مین
نظر آئی اتنی جو ایکجا چاند	زمانی کی منہ کو لگی چار چاند
عجب طرح کا حسن تہا جانفزا	کہ مہ روبرو جسکی تہا تہکتا
کرون اوسکی پوشاک کا کیا بیان	فقط ایک پیشواز آب روان
زبس موتیون کی تہی سنجاف کل	کہی تو وہ بیٹھی تہی موتی مین تل
اور ایک اوڑہنی جون ہوا یا حباب	جسی دیکہہ شبنم کو آوی حجاب
صباحت صفا اوسمین جہلکی ہوئی	پڑی سر سی کاندہی پہ ڈہلکی ہوئی
گریبان مین تکمہ ایک الماس کا	ستارہ سا مہتاب کی پاس کا
وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار	نیا باغ اور ابتدا کی بہار
جہلک پائجامہ کی دامن سی یون	کہ روشن ہو فانوس مین شمع جون

صفائی یہ پوشاک کی دیکھیو
نظر سوچ مین ہی کہ تسلی نہ ہو

وہ ترکیب اور چاندسا وہ بدن
وہ بازو پہ ڈھلکی ہوئی نورتن

جڑاؤ وہ بالی کہ ہالہ کا رشک
وہ موتی کی بالی کہ عاشق کا اشک

وہ انکھون کی مستی وہ مژگان کی نوک
کرن ہو لگی اور بالی کی جھوک

وہ موتی کا دولڑا وہ موتی کا ہار
سدا اشک عمدہ جسے پر نثار

لگا دگدگی چپکا راست لڑا
سراسر گلی حسن اوسکی بڑا

جڑاؤ وہ کلغی وہ جھمکات کلے
رہی جس سے الماس کو سنگلے

تلی اوسکی موتی سے لگی گرد گل
کہ جون شبنم آلودہ ہو برگ گل

جہانگیریون کا کرون کیا بیان
کہ اوٹھی ہاتھون سے جسکی فغان

جو ہر سی مینی کی ہیکل جڑے
کمر اور کولی سے نیچی پڑے

فقط موتیون کی پڑی پائی زیب
کہ جسکی قدم سی گھٹا پائی زیب

کسی کی کہان ہاتھ وہ پاون ائی
جواہر جہان پاون پڑکی جانی

سراپا اگر ہو زبان میرا تن
سراپا مین اوسکی کرون کیا سخن

سب اعضا بدن کی موافق درست
ہر ایک کام مین اپنی چالاک و چست

جہان راستی چاہئی راستی
کجی جس جگہہ چاہئی وہان کجی

وہ کھڑا جسی دیکھ مہ داغ کہائی
وہ نقشہ کہ تصویر کو حیرت ائی

جو کچھ چاہئی ٹھیک تا سک سے انگ
نزاکت بھرا سیوتی کا سا رنگ

کچھ ایک تمکنت اور کچھ ایک بانکپن
غرض ہر طرح مین انوکھی پھبن

کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین
غرض دلبری اوسکی فرمان مین

تغافل حیا ناز شوخی غرور
ہر ایک اپنی موقع سی وقت ضرور

تبسم تکلم ترحم ستم
موافق ہر ایک حوصلہ کی کرم

وہ ابرو کہ محراب ایوانِ حسن ‏ جھکی شاخ نخلِ گلستانِ حسن

نگہ آفت و چشم عینِ بلا ‏ مژہ دین صفون کو اولٹ دیا

دُرِ گوش جب اوسکا تابندہ ہو ‏ صدف کا دل صاف شرمندہ ہو

وہ بینی کہ جسکی نہین کچھ نظیر ‏ سی انگشتِ قدرت کی سیدھی لکیر

وہ رخسار نازک کہ ہو جاے لال ‏ اگر اوسپہ بوسہ کا گذرے خیال

نہین رطب و یابس کا یہان کچھ حساب ‏ بیاض گلو سب کی سب انتخاب

وہ ساعد وہ بازو وہ بھرے گول گول ‏ برابر ہوا الماس کے جسکا مول

وہ دست حنا بستہ خوبی کا باب ‏ شفق مین ہو جون پنجۂ آفتاب

زبس مثل آئینہ تھا اوسکا تن ‏ کہی تو کہ تھی ناف عکس ذقن

کمر کو کہون کیونکہ مین اوسکی ہیچ ‏ نہ آوے نظر تو ہے قسمت کا پیچ

وہ زانو کہ آجاے گر اوسپہ ہاتھ ‏ رہے عمر بھر ہاتھ زانو کے ساتھ

وہ ساقِ بلورین وہ انداز پا ‏ پھرے ہر سحر چشم دل مین سدا

قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام ‏ قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

وہ اٹھکھیلان اور اوسکی وہ چال ‏ کرو دل جس سے عالم کا ہو پائمال

بنا کبک کیسی ہی گو چال لاے ‏ کہان سرو رفتار کو اوسکی پاے

الگ چال اوسکی کوئی کیا چلے ‏ یہ انداز سب اوسکی پاؤن تلے

عجب پشت پا صاف انگشت پا ‏ کف پا دکھاوے سر پشت پا

مغرق جواہر سے اک جفت کفش ‏ نہ وہ صفت پا بلکہ پا صفت کفش

یہ قدرت کا دکھا جو اوسنے خیال ‏ کہا شاہزادے نے یا ذو الجلال

درختون سے وہ دیکھتا تھا نہان ‏ کسی کی نظر جا پڑی ناگہان

جو دیکھین تو ہے اک جوان حسین ‏ درختون کی ٹہنی اوٹ مین

یہہ چرچا جو پہیلا تو غل ہر ہوا
ہر ایک حال سی اوسکی باہر ہوا

یہہ سن ایک سی ایک وہان سب گئی
پہرن برگ گل کی طرح غنچہ لب

جو دیکہین تو شعلہ سا روشن ہی کچہہ
درختون کا روشن ہوا آنگن ہی کچہہ

کسی نی کہا کچہہ نہ کچہہ ہی بلا
کسی نی کہا چاند ہی یہان چہپا

کسی نی کہا ہی پری یا کہ جن
کسی نی کہا ہی قیامت کا دن

لگی کہنی ماتہا کوئی اپنا کوٹ
ستارہ پڑا ہی فلک پر سی ٹوٹ

ہوئی صبح شب کا گیا اوٹہہ حجاب
درختون مین نکلا ہی یہہ آفتاب

کسی نی کہا دیکہو کیا ہی بوا
کہڑا ہی کوئی صاف یہہ مردوا

کسی نی کہا یہہ تو دلدار ہے
کسی نی کہا کچہہ یہہ اسرار ہے

یہہ آپسمین باتین جو ہونی لگین
اشارون سی کہا باتین جو ہونی لگین

گئی بات یہہ شاہزادی کی گوش
یہہ سنتی ہی جاتا رہا اوسکا ہوش

کہا مین تو دیکہون یہہ کیا ہی اوٹہی
گیا سنسنا جی تو رہ کر اوٹہی

خواصون کی کاندہی پہ دہر اپنا ہاتہہ
عجب ایک ادا سی چلی ساتہہ ساتہہ

کچہہ ایک خوف سی ہول کہاتی ہوئی
دہڑک اپنی دل سے مٹاتی ہوئی

گئی ہمدمین تہین جو کچہہ پڑہین
دعائین وہ پڑہ پڑہ کی آگی بڑہین

گئی جب وہ کر کی دل اپنا کرخت
وہان جس جگہہ تہی وہ باہم درخت

جو دیکہین تو ہی ایک جوان حسین
کہڑا ہی وہ آئینہ سا مہ جبین

سرکتی کی وہان سی نہ جا کہہ ٹہٹہا تو
دیہی حیرت عشق نی کاڑ پا تو

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
مرادون کی راتین جوانی کی دن

نئی پشت لب سی مسون کی نمود
جسی دیکہہ نیلا ہو چرخ کبود

گلی مین پڑا نیم شبنم کا ایک
بدن سی عیان نور عالم کا ایک

تمامی کی سنجاف جلوہ کنان
کہ جون عکس مہ زیر آب روان

طرح دار ایک سر پہ پٹا سجا
تمامی کا پٹکا کمر سے بندہا

عجب پیچ سی تیغ بیٹھی تھی مل
کہ ہر پیچ پر پیچ کہاتا تہا دل

جو ہیرے کا تکمہ گلی مین لگا
ستارہ ہو جون صبح کا جگمگا

وہ موتی کا لٹکن زمرد کی چڑ
لٹک جسکی زیبندہ دستار پر

وہ گورا بدن صاف ترکیب وار
بہری ڈنڈ پہ نورتن سے بہار

ایک الماس کی ہاتہہ انگشتری
سراسر حنا دست و پا مین لگی

عیان حسن و جامہ کی گات سی
نمود جوانی ہر ایک بات سی

بدن آئینہ سا دمکتا ہوا
گل باغ خوبی لہکتا ہوا

اگر زلف کی اوسکا کل کابل
جوانی سے شب کا سمان رہ مچل

قیافی سی ظاہر سراپا شعور
جبین پر برستا شجاعت کا نور

ولی عشق کی تیغ کہائی ہوئی
کہڑا دل کسی پہ لگائی ہوئی

یہ عالم جو دیکھا تو غش کر گئین
وہ جتنی کہ آئی تہین سب مر گئین

شتابی سی جا کر کہا وہانکا حال
کہ ای شاہزادی صاحب جمال

عجب سیر ہی سیر مہتاب مین
یہ عالم تو دیکھا نہین خواب مین

کہی سی ہماری نہ مانوگی تم
جو دیکھوگی آنکھون تو جانوگی تم

اوٹہا پای گلگون کو جلدا ی نگار
سنجائی کہین ہاتہہ سی مہہ بہار

نہین اور کچھہ تم نہ کیجیو ہراس
چلی آؤ ٹک ان درختون کی پاس

گئی اوس جگہ جب یہ بدر منیر
اودہر اوسنی جو دیکھا شہ بی نظیر

گئی دیکھتی ہی سب آپس مین مل
نظر سی نظر جی سی جی دل سی دل

غرض نے نظیر اور بدر منیر
گری دونون آپس مین ہو کر اسیر

رہی کچھ نہ تن من کی سُدھ بُدھ اوسے — نہ کچھ اپنی تنکی رہی سُدھ اوسے
تھی ہمراہ ایک اوسکی دخت وزیر — نہایت حسین اور قیامت شریر
زبس تھی ستارہ سی وہ دلربا — اوسی لوگ کہتی تھی نجم النسا
شتابی سی لا اوسنی چہرہ کا گلاب — تب آئی تنون مین ذرا اوسکی تاب
وہ اوٹھتی تو اوٹھی یہ حیران سے — گل شبنم آلودہ گریبان سے
وہ شہزادہ دل شدہ تو ٹھٹھک — وہین رہگیا نقش پا سا بھچک
کہ وہ نازنین کچھ جھجک منہ چھپا — کمر اور چوٹی کا عالم دکھا
چلی اوسکی آگی سی منہ موڑ کر — وہ وہین نیم بسمل اوسی چھوڑ کر
وہ گدی وہ شانی وہ پشت و کمر — وہ چوٹی کا کولی یہ آنا نظر

داستان زلف اور چوٹی کی تعریف مین

بلا سا قیامت سا عنبر شتاب تو — کہی مجھکو درپیش تعریف ہو
سیہ شام سی وہ سیہ تاب شراب — کہ مستی مین دیکھون رخ آفتاب
کرون اوسکی بالون کا کیا مین بیان — نہ دیکھا کسی رات مین یہ سمان
وہ زلفین کہ دل جسمین اولجھا رہے — اولجھنی سی جی جنکی سلجھا رہے
وہ کنگھی وہ چوٹی کہی صاف صاف — کناری کا پیچھی چمکتا موباف
کہون اوسکی خوبی کا کیا رنگ ڈھنگ — کہ جون آخری شب ہو جھلکی کا رنگ
نمایان تھی یون اوڑھنی سی جھلک — کہ جون ابر مین برق کی ہو چمک
موباف زری نی کیا ہی غضب — دبا ہی کرہ دن کو دنبال شب
سنگاروں مین وہ سب سی کو ہی اوتار — یہ کہتی مین چوٹی کا اوسکو سنگار
ہنو کیونکہ چوٹی کا رتبہ بڑا — کہ ایک نور ہی اوسکی پیچھی پڑا
گل و سنبل او سپر سی قربان ہی — کہ اوسکی لٹک مین عجب آن ہی

لڑی تھی زبس سحر سی اوسکی ساتھہ
شب و روز کو دی کہا اوسنی گانٹھہ

دلی ہاتھہ آتا ہی اوسکا کٹھن
کہی فی الحقیقت وہ کالی کا من

اولٹ کرنہ دیکھی اوسی ہوشیار
کہ وہ ایک ستارہ ہی دنبالہ دار

وہ پیٹھہ اوسکی شفاف آئینہ سان
تس اوپر وہ چوٹی کا پڑنا وہان

کہون اوسکی عالم کا کیا ماجرا
کہ جون ہووی دریا پہ کالی گھٹا

بھری تھی دلونسی زبس اوسکی مانگ
بہت دل لئی اوسنی کنگھی کی بانگ

دل عاشق اوسپر سی قربان ہی
کہ مشاطہ کا سر پر احسان ہی

کشاکش مین تھا ورنہ جینا تو ہیچ
مہلی کو رکہا اوسنی ڈھیلا ہی پیچ

غرض حسن کا اوسکی ہی یہہ بھید
جو چاہی کری وہ سیاہ و سفید

کری سرخ جو کوئی اوسمین مو باف
کری خون دل اپنا اوسکو معاف

کیا قتل گو اوسنی دل کو تو کیا
شفق کا نہین شام پر خون بہا

کہان تک کہون اوسکی چوٹی کی بات
کہ تھوڑا ہی سانگ اور بڑی ہی یہہ رات

دیا شعر کو گرچہ ہر بار طول
ولیکن یہہ ہو عرض میری قبول

بہت موشکافی جو کی مین یہان
گھٹا نی کی جا کہہ نہ تھی درمیان

تس اوپر جو بوسی نہ بیٹھی مثال
ہوئی ہی میری فکر مجبور و بال

اب اس پیچ سی باہر آتا ہون مین
یہان ایک تازہ سناتا ہون مین

غرض وہ مڑی جب دکھا اپنی بال
تو گویا کہ مارا محبت کا جال

اداین سب اپنی دکھاتی چلی
چھپا منہ کو اور مسکراتی چلی

غضب منہ نہ ظاہر ولی دل مین جا
یہان آہ آہ اور عیان واہ واہ

کہی کون کم بخت آیا یہان
مین اب چھوڑ گھر اپنا جاؤن کہان

یہہ کہتی ہوئی آن کی آن مین
چھپی جا کے اندر وہ دالان مین

دیا ہاتھ سے چھوڑ پردہ شتاب
چھپا ابر تاریک مین آفتاب

کہ اتنے مین آئی وہ دخت وزیر
لگی ہنس کے کہنے کہ بدر منیر

مجھے جو چلی تو خوش آتی نہین
تیری تازہ چھب یہ بہاتی نہین

میری طرف ٹک دیکھ تو ہائے ہائے
مثل ہی کہ من بہاے مُنڈیا ہلائے

کیا ہی اگر تو نے گہایل اوسے
تو مت چہوڑ اب نیم بسمل اوسے

ٹک ایک حظ اوٹھا زندگانی کا تو
مزا دیکھ اپنی جوانی کا تو

می عیش کا جام اب نوش کر
غم دین و دنیا فراموش کر

یہ حسن و جوانی یہ جوش و خروش
غنیمت ایزد تو ساغر بنوش

کہان یہ جوانی کہان یہ بہار
یہ جوبن کا عالم رہی یادگار

سدا عیش دوران دکہاتا نہین
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

سبھی یون تو دنیا کی ہین کاروبار
ولی حاصل عمر ہی وصل یار

خوشا وہ زمانہ کہ دو ایک جگہ
کرین یک دگر جلوۂ مہر و مہ

کہان چاہ والے مین یوسف عزیز
اری باولی چاہ مین کر تمیز

تیری گہر مین آیا ہی مہمان غریب
یہ ہی واردات غریب و عجیب

شتابی سے مجلس کو طیار کر
تو اس گل سے پھر رشک گلزار کر

بلا ساقیان گل اندام کو
لگا ہاتھ گردش مین لا جام کو

شب و روز پی رل کے جام شراب
مہ و مہر کو رشک سے کر کباب

یہ سن حسن کی وہ نازین مسکرا
لگی کہنے اچھا بہلا رہی بہلا

مین سمجھی ترا دل گیا ہی اودھر
بہانی تو کرتی ہی کیون مجھ سے دگر

لگی کہنے ہنس ہنس کے وہ ماہ وش
ہوئی نہی اوسی دیکھ مین

تہی پی تو چہرہ کا تھا مجہر گلاب
بہلا میری خاطر بلا لو شتاب

یہہ آپس مین رمزون کی باتین ہوئین
اشارون کی باہم جو گھاتین ہوئین

ملا لائی صبا اپس جوان کی تئین
کیا میزبان میہمان کی تئین

ملا ایک مکان مین بٹھایا اوسے
محل کا سماں سب دکھایا اوسے

پھر اوس نازنین کی پکڑ اوسکا ہاتھ
بٹھایا ہی لا آخر اوس گل کی ساتھ

ملاقات کرنا بدر منیر کا بی نظیر سے

ملا ایسا کیسا مجھکو صہبای عیش
ملی ہی نصیبون سی یہان جای عیش

بہم ملکی بیٹھی ہین دو رشک مہ
قران مہ و مہر ہی اس جگہ

ہر ایک بیچ رشک گلستان ہی آج
بہار وصال غریبان ہی آج

بزور اوسکو لا کر بٹھایا جو وہان
پنوچہہ اوس گھڑی کی ادا کا بیان

وہ بیٹھی عجب ایک انداز سی
بدن کو چرائی ہوئی ناز سے

منہ آنچل سی اپنا چھپائی ہوئی
لجائی ہوئی شرم کہائی ہوئی

پسینا پسینا ہوا سب بدن
کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن

گھڑی دو تلک وہ مہ و آفتاب
رہی شرم سی پای بند حجاب

اوٹھونکی ترکی بیٹھنی سی خفا
ہوئی دل مین اپنی وہ نجم النسا

گلابی کو لا اوسکی آگی دھرا
پیالی کو پھر جلد اوسنی بھرا

کہا شاہزادی کو بیٹھی ہی کیا
یہہ پیالہ تو اس بت کی منہہ سی لگا

ذرا میری خاطر سی ہنس بول تو
لب لعل شیرین کو ٹک کھول تو

مین صدقی تری تجھکو میری قسم
کئی ساغر اوسکو ملا دمبدم

یہہ دیکھہ اوسکی منت پیالہ اوٹھا
اودہر سی پھرا منہہ کو اور مسکرا

کہا بادہ نوشی سی ہی مجھکو ذوق
پئی وہ پیالہ نہین اوسکا شوق

کسی شاہزادہ نی ہنسکر کی یون
پیون مین کسیکی تہوری سی کیون

غرض ہوگئی آپسمین راز و نیاز / پئی دو پیالی بصد امتیاز
پہر آخر کو شہزادہ نی بہی اوٹہا / دیا ساغر اوس مہ کی منہہ سی لگا
جب آپسمین چلنی لگی جام مل / مُندی غنچہ سان دل کہلی مثل گل
ہوئی یکدگر پہر تو تفتیش حال / لگی ہونی آپسمین قال و مقال
کہلا بند جب دم در گفتگو / جوان نی حقیقت کہی مو بمو
کہی ابتدا سی جو گذری تہی سب / جتایا سب اپنا حسب اور نسب
پری کا بہی احوال ظاہر کیا / چہپی راز سی اوسکو ماہر کیا
کہا ایک پہر کی ہی رخصت مجہی / زیادہ نہین اس سی فرصت مجہی
یہہ سن دل ہی دل پیچ کہا پیچ و تاب / دیا شاہزادی نی اوسکو جواب
مرو تم پری پر وہ تم پر مری / بس اب تم ذرا مجہسی بیٹہو پری
مین اس طرحکا دل لگاتی نہین / یہ شرکت تو بندی کو بہاتی نہین
عبث تمسی کیون دل لگاوی کوئی / بہلی چنگی دل کو جلاوی کوئی
بہی شمع سان کیون کوئی اشک سے / جلی کس لئی آتش رشک سی
یہہ سن پانون پر گر پڑا بی نظیر / کہا کیا کرون آہ بدر منیر
کوئی لاکہہ جی سے ہو مجہپر فدا / مین تجہپر فدا ہون مجہی اوس سی کیا
کہا چل سر اپنا قدم پر نہ دہر / کسیکی مجہی دلسی کیا ہی خبر
یہہ رمز و کنایہ جو ہونی لگے / تو آپسمین ہنس ہنس کی رونی لگے
رہی دل ہی مین آخرش دل کی بات / پہر بہر گئی اتنی عرصہ مین رات
خبر رات کی سن اوٹہا بی نظیر / کہا اب مین جاتا ہون بدر منیر
اگر قید سی چہوٹنی پاونگا / تو پہر آج کی وقت کل آونگا
یہہ مت سمجہو ہون مین آرام مین / کرون کیا پہنسا ہون عجب دام مین

دل اس سے جلسی اوٹھنی کو کرتا نہین — کوئی آپ سے جان مرتا نہین
کرم مجہہ پر کیجیو ذرا میری جان — مین دل چھوڑے جاتا ہون اپنا یہان
یہہ کہہ اوس طرف وہ روانہ ہوا — دل اسطرف اسکا دوانہ ہوا
گیا اپنے معمول سے بے نظیر — ادہر کا ہوا قیدی اودہر اسیر
پڑی ساتہہ کاٹی وہ جون تون کر رات — اوٹھا صبح ملتا ہوا اپنی ہات
سمان شب کا آنکھون مین چہایا ہوا — مزا دل مین سارا سمایا ہوا
اوٹھی جو کوئی وصل کا دیکہہ خواب — نہ ہو وصل اور دل کو ہو اضطراب
نئی بات کا لطف پایا غضب — وہ بہولی بہیل دل لگانا غضب
قلق دل پہ یعنی کٹی روز کب — لگی جیسی شمع شب افروز کب
محبت مین زلف سیہ فام کے — لگا دیکہنی راہ پہر شام کے
وہ دن ہجر کا اوسپہ شامت ہوا — اوسی کا ثبات قیامت ہوا
ادہر کا تو احوال تہا اس طرح — کہا مینی کر مختصر جس طرح
ذرا اب سنو تم اودہر کا بیان — ہوا طرف ثانی کا کیا حال وہان
وہ شب اوسکو اندوہ غم مین کٹی — گہڑی جو کٹی سو الم مین کٹی
رہی صورت آنکہون مین جو یار کے — ہوئی یاد مین صبح رخسار کے
کچہہ امید دل مین کچہہ ایک جی کو یاس — لبون پر ہنسی لیک چہرہ اداس
لگا اوسکو باتون مین نجم النسا — لگی کہنی جی چاہتا ہی میرا
کہ تو آج کر خوب اپنا سنگار — مجہی حسن کی اپنی دکہلا بہار
لگی کہنی چل رہی دیوانی نہ ہو — کوئی چیز اپنی بنگا لینی نہ ہو
کرون کسکے لیے خاطر مین اپنا سنگار — وہ ہی کون جسکو دکہاؤن بہار
غرض شاہزادی بہت دور تہی — یہ شکل اوسکو پہلی سی منظور تہی

نہا دہو کی اوس روز ایسی پہنے
وہ ٹکہڑی کا عالم وہ کنگہی کا رنگ
وہ مسّی اور اوسکی لب لعل فام
وہ آنکہون کا عالم وہ کاجل غضب
ستم پر ستم سرمہ کی تحریر ہے
لکہوٹا وہ پاؤن کا مسّی کی بہار
وہ پشواز ایک ڈانک کی جگمگے
اور ایک اوڑہنی جالی منقش کیے
جو دیکہی وہ انگیا جواہر نگار
وہ پاٹ پیک کہدی مثال ہوا
ڈلک سرخ نیفی کی اوپہری تو
مغرق زری کا وہ شلوار بند
پڑی پاؤن مین کفش زرین نگار
لگا پاسی وہ نازنین تا بفرق
گٹہی ہوئی وہ ترکیب اور وہ بدن
وہ جیب تختی اوسکی نزاکت نراد
بہری مانگ موتی سی جلوہ کنان
وہ ماتہی پہ ٹیکی کی اوسکی جہلک
ہوس ہو نہ دیکہہ اوسکی زیور کو پہر
وہ بالی سے تابندگی زیر گوش
وہ ہنسری کا تکمہ بصد آب و تاب

کہ دو دون کی صبح پہچ موجیسی
شب ماہ ہو دیکہہ کر جسکو دنگ
سواد دیار بدخشان کی شام
کہی تو پڑی زنگستان مین شب
کہچی ماتہی کا فرکی شمشیر ہے
کہ جون دامن شب شفق کی پرہا
ستارونکی تہی انگہیا پہلے
پڑی چاندنی پہ سے عرش کے
فرشتہ نی ماتہی پہ احتیا
عیان ہو موجس سے تن کی صفا
گلا پائی جسکی لرد ایک ندی سی
ثریا سی تابندگی مین دو چند
ستارون کی جسکی زمین پر بہار
سراپا جواہر کی دریا مین غرق
وہ پوشاک وہ نور کی اوسپر پہبن
چمن زار قدرت مین تجمل مراد
نمایان شب تیرہ مین کہکشان
سحر چاند تارونکی جیسی چمک
کہی تو کہ لپٹا تہا سب اوسکی بر
جسی دیکہہ اوڑ جائین تجلی کی ہوش
وہ صبح گلو مطلع آفتاب

وہ انگیہ صبا کلی کی پہبن
وہ جھب تی ہے الماس کی دگدگی
وہ موتی جھکے بالی لٹکتی ہوئی
وہ الماس کی ہیکل ایک چھب نما
وہ بجبند بازو کی اور نورتن
وہ پہنچی زمرد کی اور دستبند
وہ لعلون کی پازیب اویزہ
وہ مینی کے پاؤن مین چہلی تہی گل
وہ مالون کی تو پہ شاب شکن
زمین سی عطر ہوا تا فلک
گیا اسطرح سی جب اوسے بجگا
فلک تک گئی جس سی اوسکی دہوم
جو اصون نی گہر کو دیا انتظام
بچھا فرش اور کر چہپرکہٹ کو صاف
وہ بستر کی دستی جو آفاق مین
ولایت کی میوی وہ ہیری ہر طرف
وہ ہیری کی لکہنچی خاص ایوان مین
وہ ہیری کیاریان اکطرف بیشمار
اچار و مربی دہرا خوشنما
چہپرکہٹ کی پاس ایک مسند بچھا
پلنگ بن بنا اور رکہہ پاندان

کہ سورج کی آگی ہو جیسی کرن
رہی آنکہہ سورج کی جسپر جہپکی
رہین دل جہان سر ٹپکتی ہوئی
تصور رہی جس کا دل سینی لگا
کہ جون گل سی ہو شاخ زیب چمن
نزاکت مین تہی شاخ گل سی دوچند
سدا اشک خون ہو جسپر نثار
کہ آنکہون سی دل اونی کہائی تہی گل
وہ ڈوبا ہوا عطر مین اوسکا تن
زمانہ گیا اوسکی بو سی مہک
ہوئی پھر وہ اوسکی منہہ پر نثار
لیا ہاتہہ مشاطہ نی اپنا چوم
تمامی سکی پردی لگا سی تمام
مرصع کا اوسپر اوڑہا کر غلاف
نہ نگلین سو لاکر جنی طاق مین
کہ لینچا دی بو اونکی گل پر شرف
ہوا ہو سکی گری عطر دالان مین
چنی اکطرف ڈالیون کی قطار
وہ باہر سکی دالان مین جابجا
اور اوسپر تمامی کی تکیی لگا
قرینی سی اوسمین رکہی ہار پان

کہیں عطر دان مرصع دھری — انوکھی گھڑت کی سجے جو گھڑی
سرہانے مجلد دھری ایک کتاب — ظہوری نظیری کا کل انتخاب
دھری ایک بیاض اور رشک چمن — پراز شعر سودا و میر حسن
قلمدان بھی ایک نزاکت بھرا — قرینے سے زیر چھپر کھٹ دھرا
دھرا ایک طرف گنجفہ خوش قماش — دھری جوڑا ایک طرف کو غم تراش
بچھی ایک چوکی پڑا تورہ پوش — کرین دیکھ کر غش جسے بادہ نوش
صراحی و ساغر شراب و کباب — دھرا اوسپہ ساقی نے کر انتخاب
دلی اوسکو رکھا چھپائے ہوئے — کہ چھوٹی نہین منہ لگائی ہوئے
کہا خاصہ بزکو خبردار کر — کہ رکھیو تو خاصے کو تیار کر
یہہ سب کچھ ہوا جب کہ آراستہ — خرامان ہوئی سروِ نوخاستہ
سرِ شام لی ہاتھ مین ایک چھڑی — ولیکن چھڑی وہ کہ جگنون جڑی
روش پر لگی پہرنے اندھیرا اودھر — کہ چھپ جائے سورج اوسے دیکھکر

داستان بے نظیر کے آنے کی اور باہم صحبت کرنے کی

پلا مجھکو ساقی شراب وصال — کہ اب ہجر سے تنگ ہے میرا حال
تڑپتا تھا اودھر جو وہ بے نظیر — ہوئی شام یاری تو چھوٹا اسیر
پر اوسنے بھی اتنا تکلف کیا — کہ اکدن مین جوڑے کو دہانی رنگا
تمامی کی سنجاب سے کر درست — بنا خلد جلد اور پہن تنگ و چست
پہن لعل و یاقوت کی نورتن — وہ گل اسطرح ہو کے رشکِ چمن
فلک سیر پر ہو شتابی سوار — ہوا آسمان پر ہوا ایک بار
یکایک جو وارد ہوا اوس جگہ — کہ جسجا خرامان تھی وہ رشکِ مہ
نظر نازنین کی جو اوسپر پڑی — ہوئی جا درختون کی اوجھل گھڑی
کیا جیب کی حالت اوسکی جو دیکھا ان — تو دیکھا عجب رنگ سے وہ جوان

کرد ہا ہی جوڑا گلی مین پڑا
ہی تو کہ شب چاندنی آن سے کے
وہ حسن اور پوشاک اور وہ شباب
سما دیکھ اوس شعلۂ سبز کا
خواصین جو تہین دم بخود جانکر
کہ اب کس طرف اِن کو لیجائیے
کہا وہ جو آراستہ ہی مکان
کہی کے بموجب اوڑہا کر نقاب
وہ بیٹھا جو خلوت مین آ بی نظیر
اوسے دیکھ سے تو پہر غش کیا
زبس حوصلہ ان جو تنگی سے کے
پکڑ ہاتھ مسند پہ کہینچا اوسے
لگی کہنی ہی ہی میرا چھوڑ ہاتھ
کہا ہاے پیاری جلایا سے مجھے
ارے ظالم اکدم تو تو بیٹھ جا
تڑپتا ہی کب سے بڑا میرا دل
غرض آخرش بعد راز و نیاز
ہوا پھر تو صہبا ہی گلگون کا دور
ہوئی جب وہ بدمست دو ماہرو
کہ دستی جو نرگس کے تہی وہان ہزار
خواصین جو تہین رو برو ہٹ گئین

چھپا ابر مین چاند سا سی کہرا
نکالا ہی منہ کہیت سی دہان کی
زمردین جون جلوۂ آفتاب
ہوئی اور جلنی لگے اوسکو ہوا
کہا ایک ہمراز نے آن کر
جہان حکم ہو جا کی ٹہلائیے
ادہر سے تو وون سو کی لیجا وہان
چھپا اوسکو وہان لا بٹھایا شتاب
اور ادہر سے آئی جو بدر منیر
لباس اور زیور سے غش غش کیا
حیا عشق کی خانہ جنگی سے کے
محبت کی رشتہ سی اینچا اوسے
پہ گرمی ہی جس سی رہی اوسکی ساتھ
کہ کہا ہے نے تیری ستایا مجھے
ذرا میری پہلو سی تکیہ لگا
ذرا کہول آغوش اور مجھسے مل
وہ مسند پہ بیٹھی بصد امتیاز
ہوئی اور ہی اور کچھ وہان کی طور
لگی اون مین ہونی عجب گفتگو
لگی ڈہانپنی آنکھ بی اختیار
بہانہ سی ہر کام کی ہٹ گئین

غرض رفتہ رفتہ وہ مدہوش ہو
لیا کھینچ انہوں نے جو پردہ شتاب
لگی ہونی بے پردہ جو چھیڑ چھاڑ
لگی پینے باہم شراب وصال
لبوں سے ملے لب دہن سے دہن
لگی آنکھ سے آنکھ خوشحال ہو
لگی جا لگی چھاتی جو چھاتی کے ساتھ
کسے گئے جو لے آگے سے چل
غم و درد دامن کشیدہ ہوئی
اٹھے پی کی باہم شراب امید
جھپکتے سے باہر رکھ اپنے قدم
نشے سے وہ لذت کے بیہوش ہو
عرق میں ادھر غرق وہ مہ جبین
یہ لپٹی تھی خوش ہوکے باہم ادھر
پھر گئی وہ سجتی اوٹھا بے نظیر
نہ بولی نہ کی بات نہ کچھ کہا
کہا مجھسے پیاری نہ بیزار ہو
خفا اوس کے ہونے سے وہ نوجوان
ہوئے دل جو دونوں کے آپس میں بند
بندھا پھر تو معمول اوسکا مدام
پھر رات تک ہنسنا اور بولنا

چھپر کھٹ میں لپٹی ہم آغوش ہو
چھپی ایک جا دو مہ و آفتاب
در حسن کے کھل گئے دو کیواڑ
ہوئی نخل امید سے وہ نہال
دلوں سے ملے دل بدن سے بدن
گئیں حسرتیں دل سے پامال ہو
چلی ناز و غمزہ کی آپس میں ہاتھ
کسے گئی چین ساری نکل
وہ گل نارسیدہ رسیدہ ہوئی
کوئی سرخ رو اور کوئی روسفید
نکل آئی پھر نے محبت کا دم
گئی بیٹھ مسند پہ خاموش ہو
گئی آنکھیں نیچی اودھر نازنین
کراتی میں اودھر سے باجا پھر
ہوئی غم کی تصویر بدر منیر
نہ دیکھا اودھر آنکھ اپنی اوٹھا
پھر آونگا بولی کہ مختار ہو
گیا تو ولے منہ پہ آنسو رواں
لگی تھرسے دل پہ آنے گزند
کہ ہر روز آنا ادھر وقت شام
در حسن اور عشق کو کھولنا

کبھی حسرت سی اوسکو ہوتا ملول | کبھی آپہی دل مین بیٹہا بہول بہول

خبر پانا ماہرخ کا زبانی دیوکی عشق سے بے نظیر اور بدر منیر سے اور قید کرنا بے نظیر کو

پلا جلد ساقی مجہے زہر کا جام | کہ ہی چرخ بہی در پی انتقام
یہہ دو دلکو کب چین بہاتا نہین | کسیکا اسی وصل بہاتا نہین
یہہ ہی دشمن وصل و دلسوز ہجر | کرے ہی شب وصل کو روز ہجر
جدائی انہون کی خوش آئی اسی | بہر آتی ہے صحبت نہ بہائی اسے
کسی دیونی دی پری کو خبر | کہ معشوق عاشق ہوا اور یہہ
یہہ سنکر وہ شعلہ بہبوکا ہوئی | لگی کہنی آئین یہہ کیا ہوئی
قسم مجکو حضرت سلیمان کی | ہوئی دشمن اب اوسکی مین جان کی
کہا دیو سی دی مجہی تو بتا | کہا وہ کسی باغ مین تہا کہڑا
کوئی نازنین سی تہی ایک اوسکی ساتہہ | لکڑی تہی دی ہاتہہ مین اوسکی ہاتہہ
قضارا اوڑا مین جو ہوکر ادہر | وہ دونو مجہی وہان پڑی تہی نظر
یہہ اوس سی اوسکی خبر سن کے | کہا دیکہنی پاؤن اوسکو ذرے
تو کہا جاؤن کہا اوسی سوت ہو | لگی ہی میری وہ تو اب سوت ہو
وہ آدمی تو آگی میری بانکا | گریبان کو اوسکی کرون تار تار
یہی قول اقرار تہا میری ساتہہ | بہلا اوسکا دامن ہی اور میرا ہاتہہ
ہماری بزرگون نی سچ ہی کہا | کہ ہین آدمی زاد کم بی وفا
غضبناک بیٹہی تہی یہہ تو ادہر | کراہتی مین آیا وہ رشک قمر
اوسی دیکہہ غصی مین وہ ڈر گیا | کہی تو کہ جیسی ہی جی مر گیا
ملا بسی وہ دیکہہ اوسکی اٹہی پیچہی | کہا بس تو اپنی ہو ذہی [illegible]
بچی سیر کو مینی گہوڑا دیا | کہ اوسی [illegible] کو چہوڑا دیا

الک ہسی یون تبتے جو
مجلکا دیا تہا نہ تو نے تجہی
پہر اجیسی راتون کو دلشاد تو
مزا چاہ کا دیکہ ابہی ذرا
تجہی جیسی ماروں تو کیا ہی غریب
کہ جاہ الم مین پہنساؤن تجہی
یہہ کہہ اوٹہلا ایک سی زاد کو
اسی کہنچتا ہوا اوسی لیجا شتاب
گرا اوسمین جو ہی مصیبت بہرا
اسی جا کی اوس چاہ مین بند کر
سر شام کہانا کہلاتا ہے
نہ دیجیو سوا اسکے جو کچہ کہے
یہہ سن دیو اوس گل کی نزدیک آ
گری اوسپہ جو آسمانے بلا
ہوا یون جو اوس بخت وارون کا اوج
کہا دل یہہ رہتا جو کہتا آج ہے
کیا بند پہر جاکی اوس چاہ مین
وہ یوسف کنوئین مین ہوا جسکے بند
کہلی اوس کنوئین کے یکایک نصیب
منور وہ گہر اوسکا سارا ہوا
وہ اندہا پڑا اتہا سو روشن ہوا
ولی پانون جب اوسکا تہ پر گیا

یہہ ادیہی اوپہری لوٹتا
بہلا اسکا بدلا نہ لون تو ابہی
کرنگا دنون کو بہت یاد تو
جہکالی ہون کیسی کوئین نہ ہو تہپیلا
ولی چاہتی تہی یہہ تیری نصیب
ہنسا ہی تو جیسا رولاؤن تجہی
کہا سنیو اسکی نہ فریاد کو
وہ صحرا جو ہی درد و وحشت کا باب
کہی من کا تہہ ہی اوسپر ذرا
وہی سنگ پہر اوسکی منہہ پر تو دہر
اور ایک جام پانی پلانا اسے
یہی اسکا معمول دائم رہے
پکڑ ہاتہہ اوسکا فلک پر اوڑا
دل اوس نازنین کا ہوا ہو چلا
چلی آہ نالی کے ساتہہ اوسکی فوج
یہی عشق کے جان معراج ہی
گنوائی وہ جو تہا قاف کی راہ مین
ہوا اوس سی پستی کا رتبہ بلند
کہ آیا وہ اوسمین بد ولفریب
کنوئین کی وہ پتلی کا تارا ہوا
جوان اوسمین وہ سانپ کا من ہوا
گنوا اوسکی اندوہ سی بہر گیا

زمین میں سمایا تحیر سے آپ　　گئی ہو کے لہو آنسو کنوئیں سے شتاب
ہوا وہاں سے اوپر گئی کانپ کانپ　　کنوئیں میں لیا سنگ سے منہ کو دبا
دل اوس نازنین کا دھڑکنے لگا　　جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پھڑکنے لگا
اندھیری اوجالے سے نکلا تھا جو　　ہوا قید آ اوس اندھیری میں وو
نکلنے کے سوجھی نہ وہاں اوسکو راہ　　ہوا اوسکی آنکھوں میں عالم سیاہ
اندھیری میں اوسکا گیا دم گھٹا　　کہ جوں لے سیاہی کسی کو دبا
فغاں کی بہت اور پکارا بہت　　سر اپنی کو ہر طرف مارا بہت
پکارا وہ جس جس کو فریاد کر　　نہ پہنچا کوئی کارواں بھی اودھر
نہ مونس نہ غمخوار اوسکا کوئی　　نہ تھا جز خدا یار اوسکا کوئی
وہی چاہِ تاریک اوسکا رفیق　　وہی سنگ سر پر تھا اوسکا شفیق
ہوا بھی نہ وہاں جس سے دمساز ہو　　کنوئیں کی سنے کون آواز کو
کنوئیں سے مدام اوسکا ہمدم رہی　　جو اوسے سنے وہی اوس سے کہی
کنواں اوسکو پوچھے پوچھی اوسے　　اندھیری سوا کچھ نہ سوجھی اوسے
سیاہی میں جیسے وہ کافر کا دل　　صعوبت میں اوس سے تھی ہم بغل
نہ شبکی سیاہی نہ وہاں دن کا نور　　سدا ظلمت غم کا اوس جا ظہور
غم و دردِ الفت کو کہا کہا جیئے　　لہو پانی اپنا کنوئیں میں پیئے
اس اندھیر کو کیا لکھوں اب میں آہ　　قلم کی نکلتی ہیں آنسو سیاہ
نہ تہا وہ کنواں تھا ستون الم　　نشانِ شب آفت و درد و غم
کروں مختصر یہاں سے اس غم کی بات　　لگا رہنے اوس میں وہ آب حیات
نہیں مخلصی سوجھتی اب اوسے　　نکالے خدا دیکھئے کب اوسے
ہنسا اسطرح سے جو وہ بے نظیر　　پڑی قبر ساری میں بدر منیر

بہم دو دلون مین جو ہوتی تہی چاہ — تو پڑتی ہی دل کی تئین دلسی راہ
قلق وہان جو گذرا تو یہان غم ہوا — رکا جی وہان یہان خفا دم ہوا
کئی دن جو آیا نہ وہ رشک ماہ — نظر مین ہوا اوسکی عالم سیاہ
لگی کہنی نجم النسا سی بوا — خدا جانی اوس شخص پر کیا ہوا
کہا اوسنی بی تمکو سودا ہی کچھ — وہ معشوق ہی اوسکو پروا ہی کچھ
خدا جانی کس شغل مین لگ گیا — میری جڑہ ہی اتنا بہی ہونا فدا
وہ رہ رہ کی تمکو دلاتا ہی چاہ — عبث آپکو تم کرو مت تباہ
رکی جو کوئی اوس سی رک جائیی — جہکی آپ سی وہ تو جہک جائیی
تغافل بھلا کچھ تکا لا کرو — ذرا آپکو تم سنبہالا کرو
بہت بس جپ رہی دلمین کہا پیچ و تاب — دیا کچہ اوس بات کا پہر جواب
گئی اسپہ جب دن کئی اور بہی — بگڑنی لگی پہر تو کچہ طور بہی
دوانی سی ہر طرف پہرنی لگی — درختون مین جا جا کی گرنی لگی
ٹہرنی لگا جان مین اضطراب — لگی دیکہنی وحشت آلودہ خواب
تب سحر گہر دل مین کرنی لگی — در اشک سی چشم بہرنی لگی
خفا زندگانی سی ہونی لگی — بہانی سی جا جا کی سونی لگی
تپ غم کی شدت سی وہ کانپ کانپ — اکیلی لگی رونی منہ ڈہانپ ڈہانپ
نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا — نہ کہانا نہ پینا نہ لب کہولنا
جہان بیٹھنا پھر نہ اوٹھنا اوسی — محبت مین دن رات گہٹنا اوسے
کہا کرتی سبسی کہ بی بی چلو — تو اوٹہنا اوسی کہکی ہان جی چلو
جو پوچھا کسی نی کہ کیا حال ہی — تو کہنا یہی ہی جو احوال ہی
کسی نی جو کچھ بات کی بات سے — پہ دنکی جو پوچہی کہی رات سے

کہا گر کسینی سی کہ کچھ کہا سی — کہا غیر بہتر ہی منگوائی
کسینی کہا سیر کیجی ذرا — کہا سیر سی دل ہی میرا بہرا
جو پانی پلانا تو پینا اوسی — غرض غیر کی ہاتھہ جینا اوسی
نہ کھانی کی سُدہ اور نہ پینی کا ہوش — بہرا دل مین اوسکی محبت کا جوش
چمن پر نہ مائل نہ گل پر نظر — وہی سامنی صورت آٹھون پہر
نہ صحبت اوسی سی سوال و جواب — سدا روبرو اوسکی غم کی کتاب
جو آجائی کچھ ذکر شعر و سخن — تو پڑہنا یہہ دو تین شعر حسن

غزل

یہہ کیا عشق آفت اوٹہانی لگا — میری دل کو مجھسی چھڑانی لگا
ملا میرے دلبر کو مجھسی جدا — نہین تو میرا جی ٹھکانی لگا
گئی چشم خونبار کا کچھ نہین — میرا دل ہی مجھکو ڈبانی لگا
فلک نی تو اپنا ہنسایا نہ تھا — کہ جسکی عوض یون رولانی لگا

نہین مجھکو دشمن سی شکوہ حسن
میرا دوست مجھکو ستانی لگا

غزل یا رباعی و یا کوئی فرد — اسی ڈہب کی پڑہنا کہ ہو جسمین درد
سو یہہ بہی جو مذکور نکلی کہین — نہین تو کچھ اسکی بہی خواہش نہین
سبب کیا کہ دلسی تعلق ہی سب — نہو دل تو پہر بات بہی ہی غضب
گیا سو جب اپنا ہی چہوڑا محل — کہان کی رباعی کہان کی غزل

داستان بدر منیر کی غم و اندوہ اور عیش بازی کی بلانی مین

گلابی مین غنچی کی مجھکو شتاب — پلا ساقیا کیتکی کی شراب
پیالی مین نرگس کی دی مہربان — کہ دیکھون مین کیفیت بوستان

حکایت کرون ایک دن کی قسم / کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم
اوٹہی سوتی اکدن وہ شک پری / کہا جا کی دیکھون چمن کو ذری
مگر غنچہ سان تجہہ کہلی میرا دل / کہ غم نی کیا ہی نپٹ مضمحل
زبس گل سی آتی ہی بو یار کی / ہوا پہر ہوئی اوسکو گلزار کی
پہر ایک دن تہا کہ منہہ ہاتہہ دہو / چلی اوٹہکی دالان سی سیر کو
زمرد کا مونڈہا جسن پر بچہا / وہ بیٹہی عجب آن سی دلربا
کہ زانو پہ ایک پانو کو دہر لیا / اور ایک پانو مونڈہی سی لٹکا دیا
نہ پوچہہ اوسکی پا ہی نگارین کا حال / زبان ثنا وصف مین جسکی لال
کفک اور فندق سی لالہ کو داغ / تہی ایسی کیفیت پائین باغ
طلائی کڑی اور کفک کا وہ رنگ / سنہری شفق جسکو ہو دیکہہ دنگ
جواہر کی چہلّی بہری پور پور / زری سے کٹی جیسی مخمل پہ قور
زبس سو کی اوٹہی تہی وہ نازنین / پڑی تہی عجب ڈہب سی چین جبین
خماری وہ انکہیان وہ انگڑائیان / وہ جوبن کی عالم کی ستہائیان
جوانی کا موسم شروع بہار / وہ سینہ سی اوسکی کچون کا ابہار
نشہ مین وہ آ حسن کے بیٹہنا / وہ جہب تختی اپنی کو دیکہہ اینٹہنا
خواص ایک حقہ لئی تہی کہڑی / کہ لالہ کی ہنی تہی اوسمین پڑی
وہ شیشہ کا حقہ مرصع کا کام / معرق زری کا وہ نیچہ تمام
ولی ایک اوسپر ٹرا تہا جو پیچ / نشیب اوسکی آگی تہا گویا کہ ہیچ
لب نازک اوپر وہ مہنال دہر / نکالی تہی پردہ مین دود جگر
ادہر اور ادہر ہر طرف تہی نگاہ / کسیکی کوئی جیسی تکتا ہو راہ
خواصین کہڑی اوسکی سب گرد و پیش / جو تہین اپنی عہدہ پہ حاضر ہمیش

کوئی مورچھل لی کوئی پیکدان
رسیلی چھبیلی بنی شنگ و چست
کھڑی نیچی آنکھین کئی با ادب
وہ آنکھین کہ کرتی تھی جیسے ہر نگاہ
کئی ہمدم اوسکی جو تھین ماہرو
برابر برابر ادہر اور ادہر
سمان اوس گھڑی کا کہون کیا میان
عجب حسن تھا باغ مین جلوہ گر
چمن اوسکہڑی بر سر جوش تھا
زبس عطر مین تھی وہ ڈوبی ہوئی
معطر ہوا اور گل کا دماغ
پڑا عکس اوسکا جو طرف چمن
درختون پہ اوسکی پڑی جو جھلک
ہوئی اوسکی میٹھی سی گلشن کے زیب
چمن نے جو اوس گل کی دیکھی بہار
گل و غنچہ و لالہ آپس مین مل
گئی جیسی بلبل کی گلشن کے چاہ
ہوئی وہان کی آئینہ دیوار و در
کہ اتنی مین کچھ جی مین جو آ گیا
ارے ہی کوئی ہان ذرا جائیو
عجب وقت ہی اور عجب ہی سمان

کوئی لے چنگیر اور کوئی پاندان
لباس اور زیور سی ہر ایک درست
اسی شرم سی پر قیامت غضب
اودھر غش مین آتی تھی سب پھول و گاہ
بچھائی ہوئی کرسیان سو بسو
وہ گرد اوسکی بیٹھین تھین بالکہ گرد
ستارون مین تھا جلوہ گر ایک ماہ
کہ ہر گل کے تھی اوسکی منہ پر نظر
گل و غنچہ جو تھا سو بیہوش تھا
دو بالا ہر ایک گل کی خوبی ہوئی
کہ مہکا تمام اوسکی خوشبو سی باغ
ہوا لالہ گل اور گل نسترن
زمرد کو دی اور اوسنی چمک
گیا اوڑ صبا کا بھی صبر و شکیب
ہوا دیکھ اپنی گلون کو فگار
لگی کہنی اس باغ کا بھی بہہ دل
ہوئی سرو کی شکل قمری کو آہ
وہ مہ سکی دلمین ہوئی جلوہ گر
اواسی لگی کہنی وہ دلربا
میری عیش بابی کو لی آئیو
کری دو گھڑی آگی مجرا یہان

خفا ہون میرا جی بہی مشغول ہو — کوئی دم تو داغ جگر بہول ہو

کسی طرح سی دل تو لگتا نہین — جلی ہی جگر دل سلگتا نہین

یہ سنتی ہی دوڑی گئی ایک نگار — لیا عیش بائی کو اوسنی پکار

وہ آنی لگی کافر اس آن سی — کہ جانی لگا جی مسلمان سی

عجب حال سی وہ چلی نازنین — کہ مستی مین پانون کہین کا کہین

وہ خلقت کی گرمی وہ ڈومن بنا — نشہ مین بہبہوکا سا چہرہ بنا

لٹین مکہہ پہ چہوٹی ہوئین سر بسر — کہ بدلی ہو جون مہ کی ادہر اودہر

وہ بن پوچہی ہونٹہونکی مسّی غضب — کہ منہ پر تہی گویا قیامت کی شب

فقط کان مین ایک بالا پڑا — کہی نوک تہا مہ کی بالا پڑا

وہ پشواز اگرئی وہ نرگس کی ہار — وہ کمخواب کی سبز رومی ازار

بندہا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال — کمر کی لچک اور ٹہسک کی وہ چال

وہ شبنم کی انگیا نہی تنگ و چست — کنارہ شمسینا بنت کا درست

وہ اوٹہی ہوئی چین پشواز کی — وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی

وہ مہندی کا عالم وہ تورٹی چہری — وہ پانون مین سونی کی دو دو کڑی

چلی وہانسی دامن اوٹہاتی ہوئی — کڑی سی کڑی کو بجاتی ہوئی

عجب ایک عالم تہا بیساختہ — کہ عالم تہا ایک اوسپہ جان باختہ

کئی کافرین اور بہی دلنواز — لئی ساتہہ تہا اوسکی سب اپنا ساز

چلین ایک اغماض اور ناز سی — کہڑی وہان ہوئین ایک انداز سی

روش پر جو تہا فرش اوسکی حضور — ادب سی وہان بیٹھیان ملکی وہ حور

ہوا حکم گورے کا جو بہ ملا — لئی ساز اپنی سبہون نی اوٹہا

دیا آسمان پہ جو طبلون کو کہنچ — ہر ایک تہاپ مین دل لیا سبکا اینچ

لگی گانے ٹپا وہ اس آن سے ۔ نکلنے لگے جان ہر تان سے
عجب تال پڑتی تھی انداز سے ۔ کہ بیکل تھی ہر تان آواز سے
وہ تھی کٹکری یا لڑی نور سے ۔ مسلسل تھی ایک پھلجھڑی نور سے
گل و غنچہ کی طرح محبوب تھی ۔ کھلی اور مندی دل سے مرغوب تھی
غرض کیا کہوں اسکا میں ماجرا ۔ عجب طرح کی بندہ گئی تھی ہوا
وہ گانے کا عالم وہ حسن بتان ۔ وہ گلشن کی خوبی وہ دنکا سماں
گھڑی چار دن باقی اسوقت تھا ۔ سہانا ہر ایک طرف سایہ ڈھلا
درختوں کی کچھ چھاؤں اور کچھ وہ دھوپ ۔ وہ دھانوں کی سبزی وہ سرسوں کا روپ
لپیٹی ہوئی پوستوں پر تمام ۔ روپہلی سنہری ورق صبح و شام
وہ لالہ کا عالم ہزاریکا رنگ ۔ وہ آنکھوں کی ڈوری نشہ کا ترنگ
گلابی سا ہو جانا دیوار و در ۔ درختوں سے آنا شفق کا نظر
وہ چادر کا چھٹنا وہ پانی کا زور ۔ ہر ایک جانور کا درختوں پہ شور
وہ سرو سہی اور وہ آب رواں ۔ وہ مستی سی پانی کا بہنا وہاں
وہ اوڑتی سی نوبت کی دھیمی صدا ۔ کہیں دور سی گوش پڑتی تھی آ
وہ رقص بتان اور وہ ستھری الاپ ۔ وہ گوری کی تانیں وہ طبلوں کی تھاپ
وہ دل پیسنا ہاتھ پر دھم کی ہاتھ ۔ اوچھلنا وہ دامن کا ٹھوکر کی ساتھ
نہ انسان ہے کاہو دل اسمین بند ۔ ہوئی محو سنکر چرند و پرند
غرض جو کھڑی تھی کھڑی رہ گئی ۔ اڑی جسجگہ سو اڑی رہ گئی
جو پیچھی تھی آگی نہ وہ چل سکے ۔ جو بیٹھی سو بیٹھی نہ پھر ہل سکے
لگی دیکھنی آنکھ نرگس اوٹھا ۔ گلوں نے دئی کان اودھر لگا
لگے جھومنے آ وجد مین سب درخت ۔ کھڑی رہ گئی سرو ہو کر کرخت

درختوں میں گرمی سے لگی جا بنور
بنی مثل آئینہ دیوار و در

ہوئیں قمریاں شوق سے نعرہ زن
بھرا اشک سے بلبلوں کی چمن

ہوئی پتھر کی سنگ پانی پگھل
پڑی ساری فواری اوسکی اچھل

عجب راگ کو ہے دیا ہے اثر
کہ ہو جاوے پتھر کا پانی جگر

بندھا اس طرحکا جو اوسجا سماں
ہوا سبکی دلکا عجب حال وہاں

ولیکن جو کچھ دل گیوں پر گیا
کہ بن آئی ہر ایک وہاں مر گیا

لگا تھا زبس عشق کا اوسکو تیر
لگی کہنے آہ بدر منیر

بندھا اوسکو عاشق کا اپنے خیال
لگی رونے آنکھوں پہ دھر کر رومال

کہیں کا کہیں لے اوڑا اوسکو راگ
ہوا اسے ہوئی اور دونی وہ آگ

لگی کہنے سچ ہے یہہ دیکھوں میں سیر
نہ ہو پاس میری وہ یادش بخیر

وہی جانے جسکی کچھ دل کو لاگ
کہ معشوق بن سب ہی گلزار آگ

بھلا کیوں کہ جی اوسکا خوشحال ہو
کہ ہجراں کا غم جسکے دنبال ہو

جگر میں اگر آہ کے سول ہو
لگی خار کیسا ہی گو پھول ہو

درختوں کی عالم سے کیا ہو نہال
جسی یاد تیشا دسکے ہو کمال

کری گلشن و گل پہ کیا وہ نظر
جسے اپنی گل کے نہ ہووے خبر

یہہ کہکر اوٹھی وہاں سے وہ دلربا
چھپر کھٹ میں جا کر گری منہ چھپا

خوشی کا جو عالم تھا ماتم ہوا
ورق [illegible] کا ورق ہی وہ برہم ہوا

سبا اوٹھتی ہے بس اوسکی جا نہیں یہ
طوائف کہیں اور خواصیں کہیں

میری عقل اسجا پہ حیران ہے
کہ یا رب یہہ کیسا گلستان ہے

ہر یک وقت ہے اسکا عالم جدا
جو چاہو سو یہہ پھر ہو تو امکان کیا

کبھی ہے خزاں اور کبھی ہے بہار
یہاں ایک وتیرہ ہے لیل و نہار

داستان بے نظیر کی غم ہجر سے بدر منیر کی بیقراری مین

پلا ساقی ایک جام مجکو شتاب — کہ پردے مین شب کے گیا آفتاب

شب ہجر کی جب علامت ہوئی — غرض عاشقون پر قیامت ہوئی

گری جب جہپر کہٹ مین وہ شکل حور — سبہون کو کہا تم رہو دور دور

اکیلی وہ رونے لگی زار زار — اوسے اپنے عالم مین بے اختیار

گری چشم سے اوسکی اتنی گہر — کہ دہویا اوسے آپ سے منہ سحر

صبوحی تو دی ساقی لعل فام — کہ رو دہو کے ہین رات کاٹی تمام

ہوا آفتاب الم جو طلوع — اوداسی کا ہونے لگا دن شروع

ذرا آئینہ لیکے دیکہا جو رنگ — تو جون آئینہ رہ گئی وہ بہی دنگ

بدن کو جو دیکہا تو زار و نزار — کسیکو کوئی جیسے دیوے فشار

فلک کی طرف دیکہہ اور شکر کر — لگی دل کو بہلانے ادہر اودہر

زبان پر تو ہان پر ولے دل اوداس — پراگندہ حیرت سے ہوش و حواس

نہ منہ کی خبر اور نہ تن کے خبر — نہ سر کی خبر نہ بدن کے خبر

اگر سر کہلا ہے تو کچہ غم نہین — جو گرتی ہے میلی تو محرم نہین

جو مسی ہے دو دن کی تو ہے وہی — جو کنگہی نہین کے تو یونہین سہی

جو سینہ کہلا ہے تو دل چاک ہے — غم آلودہ صبح طربناک ہے

نہ منظور سرمہ نہ کاجل نہ کام — نظر مین وہی تیرہ بختی کی شام

ولیکن یہ جوبن کا دیکہا سبہاو — کہ بگڑے سے دونا ہوا اوسکا بناو

نہین حسن کی اس طرح ہے کمی — جو بگڑے ہے بیٹھی تو گویا بنی

غرض بے ادائی ہے یہان کی ادا — بہلون کو سبہی کچہ لگے ہے بہلا

جو ماتہے پہ چین جبین غمسے ہے — تو وہ بہی ہے ایک موج دریا کی یہ

وہ آنکھین جو دیکھی ہین بس سوت سوت | تو گویا کہ سونی بہری کوٹ کوٹ
تپ غم سی یون تمتماتی ہین گال | کہ جون رنگ لالہ بوقت زوال
گریبان سینہ تہی جو کہلا | تو گویا وہ ہی صبح عشرت فزا
نقاہت سی چہرہ اگر زرد ہے | و یا آہ ہونٹھون پہ کچہہ سرد ہے
اداسی نہین یہہ بہی عالم جدا | کہ ہی چاندنی اور ٹہنڈی ہوا

بیقراری بدر منیر کی بی نظیر کی فراق مین اور نجم النسا کی تسلی دینی مین

بلا سا قیامت غرض بی نظیر | پہنسی دام ہجران مین بدر منیر
وہ حسن و جوانی اور ایسا ہی غم | ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم
جہان بیٹہنا آہ کرنا اوسی | بہانہ نزاکت کہ دہرنا اوسی
کبہی خون آنکہون سی رو ڈالنا | کسیکو کبہی دیکہہ دہو ڈالنا
خواصون کو بالا بتانا اوسے | اکیلی درختون مین جانا اوسے
ولی اون درختون مین جسمین وہ ماہ | سر شام چہپ چہپ کی کرتا نگاہ
سو بہہ بہی پہرون سی آدہان مدام | اوسی چہاون مین بیٹہہ کرتی تہی شام
گیا اس طرح جب مہینا گذر | کہ وہ ماہ مطلق نہ آیا نظر
اور اسکا ایدہر رنگ گہٹنی لگا | جگر خون ہو مژگان پہ بٹنی لگا
لگی رہنی تب جان بیتاب مین | لگا فرق آنی خور و خواب مین
محبت کا سودا سا ہونی لگا | جنون تخم وحشت کا بونی لگا
سرکنی لگا پاس ناموس و ننگ | لگی عقل اور عشق مین ہونی جنگ
خموشی اوٹہانی لگی دلمین شور | جتانی لگی ناتوانی بہی زور

پھر احوال دیکھہ اوسکا دخت وزیر
تو وہ ہی کہ سبکی تئین دی وقوف
مسافر سی کوئی بہی کرتا ہی پیت
ارے چار دن کے ہین یہ آشنا
کہی آسمان گہہ زمین کی ہین بیٹے
تو بہولی ہی کس بات پر ای بوا
سنو جان اپنی یہ جو کوئی مری
اگر آپ پر کوئی شیدا نہو
وہ خوش ہوگا اپنی پری کو لئی
تمہاری اوسی چاہ ہوتی اگر
لگی کہنی تب اوسکو بدر منیر
کسی کے بدی تو نکر عیب ہی
وہ اپنی دلونسی تو ہی نیک ذات
ہوا قید یا آتی پایا نہ وہ
مجھی رات دن اسکا رہتا ہی ڈر
نہ باندھا ہوا اوسکو کسی شیشہ مین
پری نے کہین طیش کہا لاف مین
پرستان سی ہی نکالا نہ ہو
نہ ملنی کی دکہہ اوسکی سب ہین سہی
یہ کہہ حال دل اپنا رونی لگی
گئی منڈکری مار آخر کو لیٹ

لگی چلکی کہنی کہ بدر منیر
کدہر دل گیا تیرا ای بیوقوف
مثل ہی کہ جوگی ہوئی کسکی میت
ملا دل کو آخر کرین ہین جدا
جہان بیٹھی جا بس وہین کی ہین بیٹی
خبر لی دیوانی تجھی کیا ہوا
تو دل بھلی اپنا بہی صدقی کری
تو پھر چاہیئی اوسکی پروا نہو
عبث اوس پہ بیٹھی ہو تم جی دئیے
تو ابتک وہ تمکو نہ آیا نظر
کہ سنتی ہی ای ہیری دخت وزیر
کہ اوسکا خدا عالم الغیب ہی
ہوئی اوسپہ کیا جانی کیا واردات
گئی اتنی دن ابتک آیا نہ وہ
پری نی سنی ہو نہ بہا کی خبر
کیا ہو نہ اوسکی تئین قید مین
دیا ہو نہ پہینک اوسکو کہ قاف مین
کسی دیو کی منہہ مین ڈالا نہ ہو
بھلا اپنی جی سی وہ جیتا رہی
پھر آنسو ون کی پرونی لگی
چھپر کہٹ کی کونی مین سر منہہ لپیٹ

خواب دیکھنا بدر منیر کا بی نظیر کو کوئین مین اور جوگن بنکر نکلنا نجم النسا کا اوسکی تلاش مین

بلا سا قیا جام جم سی وہ مل / کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
کسی کی تو آکام فرخندہ حال / کہ آخر یہہ دنیا ہی خواب و خیال
ذرا آنکھہ لگ گئی جو اوس حال مین / تو دیکھا پہنسا اوسکو جنجال مین
قضا ہی دکہایا عجب اوسکو خواب / کہ دشمن نہ دیکھی یہہ حال خراب
جو دیکھی تو صحرا ہی ایک لق و دق / کہ رستم جسی دیکھہ ہو جای فق
نہ انسان ہی واں نہ حیوان ہی / فقط ایک کف دست میدان ہی
مگر بیچ مین اوسکی ہی ایک کوان / کہ اوٹھتا ہی آہون کا واں سی دہوان
کوین کا ہی منہہ بند اور اوس سی اڑے / کئی لاکہہ من کی ہی ایک سل پڑے
صدا واں سی ہی یہہ کہ بدر منیر / تیری چاہ غم مین ہوا ہون اسیر
مین بہولا نہین تجکو ای مہربان / کرون کیا کہ ہی مجہہ پہ قید گران
پر اس قید مین بہی تیرا دہیان ہی / فقط تیری ملنی کا ارمان ہی
تو اپنی جو صورت دکہادی مجہی / تو اس قید غم سی چہڑادی مجہی
نہین مجکو مرنی سی کچہہ اپنی ڈر / یہہ غم ہی کہ تجکو نہووی خبر
تجہی کاش اس وقت مین دیکہہ لون / جیون مین اگر تیری آگی مرون
ولیکن یہہ ہی خام میرا خیال / نہین وصل ممکن بغیر از وصال
کوئی دم کا مہمان ہون آج کل / اسی چاہ مین جائیگا دم نکل
یہہ سن واردات شہ بی نظیر / جو چاہی کری بات بدر منیر
پہر گر نہ آئی ادب سے / قضا نی نہ اسکی سنائی اوسے
یکایک گئی آنکھہ اتنی مین کہل / بہری اشک رخسار پر آئی ڈہل

نہ وہ چاہ دیکہیا نہ ہمراز وہ ‎ ‎ ‎ پڑی گوش مین پہر نہ آواز وہ
صدا اپنی یوسف کی سن جواب سے ‎ ‎ ‎ اوٹہی بادلی جان بیتاب سے
کہا گو کسی سے نہ اوسنی بہید ‎ ‎ ‎ دلی جون نہ صبح چہرہ سفید
ڈہلی منہہ پہ آنسو ہوا بسکہ رنج ‎ ‎ ‎ چہٹی چاندنی مین ستارون کی گنج
وہ مہتاب سا چہرہ ہو زرد زرد ‎ ‎ ‎ سراپا ہوا مشکل اندوہ و درد
زبس آہ پنہان سے گہٹنے لگے ‎ ‎ ‎ تو منہہ پر ہوائی سے چہٹنے لگے
مژہ وہ نکیلی جو تہی تیز سی ‎ ‎ ‎ ہوئی اشک خونین ہی گلریز سے
بہچنیا سا قد تہا جو رشک انار ‎ ‎ ‎ نکلنی لگی اوس سے شعلے ہزار
جلین اوسکی آہون سے کل صوبہین ‎ ‎ ‎ ہوئین سب وہ ٹٹی کی جون موتین
چہپایا بہت اپنی [illegible] ‎ ‎ ‎ چہپائی سے آتش چہپی ہی کہین
کسی کی کہی جو ہونی ہی لاگ ‎ ‎ ‎ بغیر از کہی اور لگتی ہے آگ
خواصین کئی وہ جو ہمراز تہین ‎ ‎ ‎ بڑی خدمتون مین سرافراز تہین
کہا اوسنی رو رو کی احوال خواب ‎ ‎ ‎ رولایا اونہین پڑہ کی غم کی کتاب
صاحب کہ نجم النسا نی یہہ حال ‎ ‎ ‎ ہوئی بیقراری تب اوسکو کہا
لگی کہنی وہ یون نہ آنسو بہا ‎ ‎ ‎ تری واسطے مینی اب دکہہ سہا
بس اب سر بصحرا نکلتی ہون مین ‎ ‎ ‎ اوسی ڈہونڈہ لانی کو چلتی ہون مین
جو باقی رہا کچہہ میری دم مین دم ‎ ‎ ‎ تو پہر آگی یہہ دیکہتی ہون قدم
و گر مر گئے تو بلا سے ہوئی ‎ ‎ ‎ تو یون جانتو مجہہ پہ صدقی ہوئی
کہا شاہزادی نی سن ای رفیق ‎ ‎ ‎ ہوئی ہین تو اس چاہ غم مین غریق
بہلی سنگی اپنی نہ کہو جان تو ‎ ‎ ‎ کہ وہ ہی پری اور انسان تو
بساہی تیری کیون کہ ہوگی وہان ‎ ‎ ‎ مجہی بہی نہ دی ہاتہہ سے ہی جان

میں جیتی ہوں اس آسری پہ فقط
اگر نہیں تو ترکہ کی مرجاونگی
کہا اوسنی لیا کچھ بھی سمجھا
میں اس عشق کا بہہ نہ سمجھی تھی دل
تجھی دیکھا یوں گوارا نہیں
پھیکا اوسنی رو رو اوتار انگار
گریبان کو مثل گل چاک کر
پھر آئی جو کچھ اوسکو ہوش و حواس
میں سیلی اور گیروا اوڑہ کہیں
کئی سر موتی جلا راکھ کر
میں ایک لہنگا زری بافت کا
زری کے دوپٹی سی چہالی کو پا
زمرد کی مندری لگا کان میں
گلی بیچ ڈال اپنی بالوں کتئیں
زری کا بنا حلقہ سر پر کیا
لٹیں دیکھی بل دوش پہ چھوڑ دیں
می غم سی انکہون کو کر لال لال
زمرد کی سمرن کو ہاتھوں میں ڈال
جو سنگی تھی بن کے اونہیں کر و رخصت
چلی بن کی جوگن وہ باہر کتئیں
تف سوز دل کا عیاں تھی سی حال

کہ ہوتا ہی تجھسی مرا عشق غلط
اسی طرح جیسی [illegible]
پڑی اب تو اپنی پی [illegible]
تیری غم سی آنی لگا مجھکو ہول
اسی واسطی [illegible] کا مجھکو چاہا نہیں
کیا اپنی پشواز کو تار تار
دیا خاک پر پہینک ایدہر اودہر
سجا تن پہ جوگن کا اوسنی لباس
چلی جب کہ صحرا کو جوگن کا بہیس
بہبھوت اوس کی [illegible] ملا سر بسر
وہ پیروہن [illegible] صاف کا
بدن کو چھپا اور [illegible] باندھ
کہ جون سبزہ گل ہو گلستان میں
پریشان کر اپنی بالوں کتئیں
کیا سنبلستان کو [illegible]
وہ ماتھی سی [illegible]
رکہا چشم میں خون دل کو نکال
اور ایک بین کاندہی پہ اپنی سنبھال
میں اپنی ہمرہ سی چالاک و چست
دکہائی ہوئی حال ہر ہر کتئیں
اوڑائی چلی اپنی آہوں سی [illegible]

اوس آئینہ رو کا کرون کیا بیان
صفا را کہ سی اور چمکی وہان

کہ ہی حسن کو کسطرح کو ہی ماند
چھپی ہی کہین خاک ڈالی سی چاند

چھپانی کو سانگ اوسنی جو جو کئی
غرض حسن نی اور جلوی دئی

وہ موتی کی سیلی وہ تن کی دمک
شب تیرہ مین کہکشان فلک

زریکا وہ حلقہ سرا اوپر دھری
کہ جون شب مین کوئی بیٹھی کری

زبانی کو میہا تھی جو اوسکی ادا
تو اوس رات پر دنکو صدقی کیا

کہ ہی جو کہ تقویم دلکی حساب
کہی سنبل مین گیا آفتاب

یہہ برق اور یہہ ابر سینہ ہی اگر
تو دامان عشاق ہو ٹپکی تر

زمرد کی مُندری وہ اِس آن پہ
کہون کیا کہ جیسی کہلی کان پر

وہ مُندری وہ تن اوسکا غا کتری
ہوئی حسن کی اوسکے کہیتی ہری

اوڑہی سبزہ وگل کی دیکہہ اوسکو ہوش
وہ وہ ٹو پوئی اوسکی حلقہ بگوش

نظر کر صفائی کو اوس گوش کی
زمرد کو اوس گوش کی لو لگی

بڑہی کیون نہ سر دم زمرد کی شان
جب ایسی کسیکی لگی جا کی کان

وہ موتی کی مالی وہ ہونٹونکی ہار
گل نسترن کی چمن مین بہار

گلابی سی وہ نرگس شوخ رنگ
بہری جسمین لالا کی لالی رنگ

وہ فندقہ کہیچا سرخ ہاتہی پہ یون
چڑہی نور پر لعل کا عکس جون

ادا اوسکی دیکہی جو عاشق کہو
تو رو یا کہ ہی چشم سی وہ لہو

بہہ مین اوسکی کانڈہی پہ بہی خوشنما
چلی جون کوئی مست شیشہ اوٹہا

ویا رحمت بیلن مہنگی تہی وہ
نہتہی مین عشرت کی بنگی تہی وہ

نہتہی مین تہی قمقمی رنگ کی
بہیا تہی سبو بحر آشنا کی

سبو وہ مین کاندہی پہ رکہہ لیکے چلی
کہ لادی کوئی جیسی گنگا نہ چلی

ہر ایک آہ تھا بین کا رودِ نیل
وہ تھی سند کی راگ کی سلسبیل

نہ عاشق ہوئی اوسکی عالم پہ لوگ
دیوانہ ہوا جوگ دیکھا اوسکا جوگ

بنی جب کہ جوگن وہ اس رنگ سے
لگی پھوڑنے دوست سر سنگ سے

وہ رخصت جو اسطرح ہونے لگے
تو وہ صاحب خانہ رونے لگے

وہ رو رو کی دو ابر غم یون ملے
کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے

یہانتک بندھا اونکی رونے کا تار
بہی پھوٹ دیوار و در ایک بار

کھڑی تھی وہ جوگن کی جو گرد گل
وہ رو رو ہوئی شبنم آلودہ گل

نہ دیکھا کسی نی جو کچھ تھا سنا
کہا جوگ کو سونپا تجھے سدا

چلی جسطرح پیٹھ اپنی دکھا
اسیطرح دکھلا ہمین منہ پھرا

کسینی کہا پھر لیوست سے تجھے
خدا کی تئین مین سونپا تجھے

کہا اوسنی خیر ابتو جاتی ہون مین
جو ملتا ہی تو اوسکو لاتی ہون مین

نہین ہے خدا کو مین سونپا سنا
مرا بخشیو تم کہا اوسنا

جدا ہو کی القصہ رو تو نکو چھوڑ
چلی اپنی گھر بار سی منہ کو موڑ

نہ سدھ بدھ کی لی اور جنگل کی لی
نکل شہر سے راہ جنگل کی لے

لگی مین پھرتی تھی صحرا نورد
تن چاک چاک اور رخ گرد گرد

کہ شاید کوئی شخص ایسا ملی
کہ جس سے وہ شیدا کا شیدا ملے

جہان بیٹھ کر وہ بجاتی تھی بین
تو سننی کو آتی تھی آہوی چین

بجاتی وہ جوگن جہان جو گیا
تو وہان بیٹھتی خلق ڈھونی لگا

اوسی سنکی آتا تھا صحرا کو جوش
صدا سی درختون کو آتا خروش

گل نغمہ جو اوس سی گرتی ہزار
تو لیتا اوٹھین دشت دامن پسار

کہین حلقہ حلقہ کہین لخت لخت
کھڑی ہو گی گرد اوسکی سنتی درخت

بجاتی تھی جون جون وہ بن بن کی بین / خس و خار سنتی تھی بن بن کی بین

نظر جو کہ پڑتی تھی بوٹی جڑی / ہر ایک عالم شوق مین تھی کہڑی

تماشا نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی / دد و دشت غش ہو پڑی تھی سبھی

یہان تک کہ رہ مین جو تھی نقش پا / وہ بیٹھی تھی کان اپنی اودہر لگا

گل نقشہ پر کی تھی جیسے بہار / کہ صحرا کی گل اوسکی آگی تھی خار

سن آواز کی اوسکی شان و شکوہ / نکلنی لگی دب کی آواز کوہ

نیا پی ہی سن شور اوسکا چلے / کو بین کی بھی دل مین اوٹھی ولولے

خستہ سی کچھ آبدیدہ رہے / گریبان کر چاک دریا بہے

فقط بلبل و گل کا یہان تک ہجوم / لگی رتی تھین وہان ڈالیان جھوم جھوم

تحیر کا تھا دان ہر ایک کو مقام / زبان کا نکلنا تھا ہاتھو نسی کام

پہن کرتی پہرتی تھی جنگل کی تہین / بساتی تھی جنگل مین دنگل کی تہین

یہ پہر جاتی تھا اوسکی دم ہی طلسم / بندھا تھا اوسی دم قدم سی طلسم

شب و روز سرگشتہ مثل صبا / اسی طرح پہرتی تھی وہ جا بجا

بہروز شاہ جنون کی بادشاہ کی بیٹی کا عاشق ہونا جوگن پر

کدہر ہی تو اے ساقی گلعذار / کہ صحرا سے اب دل ہوا خار خار

کوئی پہول سے دی شتابی شراب / کہ شہر مطالب کو پہنچون شتاب

وہ دارو پلا دل کو جو راس ہو / کہ جینی کی بیمار کو آس ہو

سبب کی اسباب دیکھو ذرا / کہ قدرت مین ہی اوسکی کیا کیا بھرا

سفید و سیہ اوسکی ہی اختیار / بنایا ہی اوسنی یہ لیل و نہار

جہان مین ہی اندوہ و عشرت بہم / کہین صبح عیش و کہین شام غم

دو رنگی زمانی کی مشہور ہی / کہین سایہ ہی اور کہین نور ہی

قضارا سنہا تا ایک دشت تہا
کہ یک شب ہوا اوسکا وہان بسترا

وہ تہی اتفاقاً شب چاردہ
اداسی وہ بیٹہی وہان رنگ یہ

بہی ہر طرف چادر نور سے تہی
تہی چاندنی اوسکو منظور تہی

بچہا مرگچہالی کو اور لیکی بین
دوزانو سنبہل کر وہ زہرہ جبین

لگی بجانی لگی شوق مین
لگی دست و پا مارنی ذوق مین

کدارا یہہ بجنی لگا اوسکی ہاتہ
کرم نی کیا دائرہ لیکے ساتہ

بندہا اوس جگہہ اسطرح کا سمان
صبا بہی لگی رقص کرنی وہان

وہ سنسان جنگل وہ نور قمر
وہ براق سا ہر طرف دشت و در

وہ اجلا سا میدان چمکتی سی ریت
اوگا نور سی چاندنی تارونکا کہیت

درختون کی پتی چمکتی ہوئی
خس و خار ساری جہلکتی ہوئی

درختون کی سایہ سی مہ کا ظہور
گری جیسی چلنی سی چہن چہن کی نور

دیا یہہ کہ جو گن کا منہہ دیکہہ کر
ہوا نور سایہ کا ٹکڑی جگر

گیا ہاتہہ سی بین سنکر جو دل
گئی سایہ و نور آپس مین رل

وہ صورت خوش آئی جو اوس نور کی
دل اپنی پہ سایہ پڑی منظور کے

ہوا بندہ گئی اوس گہڑی اس اصول
بسر اگئی چاندنی اپنا بہول

درختون سی لگ لگ کی بادصبا
لگی وجد مین بولنی واہ وا

کدارا کا عالم یہہ تہا اوسکہڑی
کہ تہی چاندنی ہر طرف غش پڑی

یہان تو یہہ عالم تہا اور طور یہہ
ترس اوپر مزا تم سنو اور یہہ

کہ تہا ایک پریزاد فرخ سیر
جنون کی وہ تہا بادشہ کا پسر

نہایت طرحدار صاحب جمال
برس بلس اکیس کا سن و سال

ہوا پر اوڑاتی ہوئی اپنا تخت
کسی طرف جاتا تہا فیروز بخت

وہ جاتا تھا کرتا ہوا سیر راہ
اوسی خلق کہتی تھی قیصر و زشاہ

یکایک سنی مین کی جو صدا
وہان تخت لا اوسنی اتار کہا

جو دیکھی تو جوگن ہی اک رشک حور
کہ چشم فلک نی نہ دیکھا یہہ نور

نظر کرتی حسن اوسکا غش کر گیا
تعشق کے عالم مین بس مر گیا

یہہ سمجھا بناوٹ کا کچھ بہیس ہے
لگا کہنی جوگی جی آدیس ہے

پڑا تم پہ ایسا کہو کیا بجوگ
لیا واسطی کسکی تمنی یہہ جوگ

کدہر سی تم آتی کہان جاوگی
دیا اپنی ہم پر بہی فرماوگی

وہ سمجھی کہ اوسکا دل آیا ادہر
کہ دل ہی تو کہتا ہی دل کی خبر

خس و خار ہی عشق حسن آگ ہی
سدا عشق اور حسن مین لاگ ہی

ولی راگ ہی اور اومین ہوا
کہ دونو طرف آگ دینی لگا

کہا ہنسکی جوگن نی سر بول سر
جہان سی تو آیا چلا جا ادہر

کہا بات پر بیٹا دی واہ جی
بہت گرم مین آپ اللہ جی

نہ روکہی ہو اتنا بہلا جاونگا
ذرا بین سنکر چلا جاونگا

کہا ہو تی سو تون سی اپنی کہو
فقیرون کو چہیڑو نہ بیٹھی رہو

یہہ دو دو لطیفی جو باہم ہوئی
اسی لطف مین یہہ تو بیدم ہوئی

گیا منہہ آسا ہنسی ریت مین
رہا کہیت یہہ تو اوسی کہیت مین

نظر حسن پہ نگاہ گہ بین پر
سراپا دل اوس لعبت چین پر

رہا تن بدن کا نہ کچھ اوسکو ہوش
بنا کل وہ جون نقش با چشم و گوش

وہ جوگن جو تہی درد و غم کی اسیر
ہوا غم مین جوگن کی یہہ بہی فقیر

نہ شد گہر کی لی اور نہ لی راہ کی
جب آئی ذرا اسدہ تو پہر آہ کی

بجاتی رہی بین وہ صبح تک
یہہ رویا کیا اس سنی لی دہڑک

ادھر ہان پرین کی سنتی بہار
سنیدا تھا ادھر اسکی رونیکا تار

دھری اپنی کانو سی پہ جب سنتے ہین
اوٹھی لیکی انگڑائی زہرہ جبین

پریزاد نی تب پکڑ اوسکا ہاتھ
شتابی بٹھا تخت پر اپنی ساتھ

زمین سی اوڑا آسمان کیتین
وہ کہتا کہا کی نہین رہی نہین

زمانا ادھر اوسنی اوڑایا اوسے
پرستان مین لا بٹھایا اوسے

یہہ مژدہ گیا باپ پاس اپنی لے
کہا عرض کرتا ہون مین آپ سے

یہہ جوگی سی ایک صاحب کمال
ذرا ہین سنی اور اوسکی خیال

بہت آتش عشق سی اوٹھا ننگی حظ
بہت بین سن اوسکی باتین حظ

کہا اوسنی بابا بہت خوب ہی
ہمیشہ سی ہی آگ اپنا مرغوب ہے

کہا آؤ جوگی جی بیٹھو ادہر
کرو روشن اپنی قدم سی یہہ گھر

کھلی بخت بیٹی کی اور باپ کی
سرو نیر ہمارے قدم آپکی

بہت اوسکی تعظیم و تکریم سے
جگہ ایک پاکیزہ رہنی کو دے

داستان فیروز شاہ کی مجلس آرائی اور جوگن کی بلانی مین

ملا مجکو ساقی محبت کا جام
کہ جہا چین مین سو اون تمام

یہہ جوگن جو بیٹھی سر و گن ہوئے
کہ آئی مین رات آئی جوگن ہوئے

بھبھوت اپنی منہ پر سیاہی مل
کہ انڈوی کو مہ کی شب آئی نکل

دکھائی ہوئی سوز دل دور سی
اوڑاتی ہوئی رال کو نور سے

ستارون کی مالی گلی بیچ ڈال
وہ پہنچی پرستان مین حال حال

ہوئی شب جو وہ بزم انجم فروز
چہار رشک سی اوسکی پردی مین روز

ملک نی پرستان مین مجلس بنا
بلایا اوسی جسکی تہی پہ ثنا

پریزاد سارے ہوئی جمع وہان
کہ دیکھین تو جوگن کا جل کر سمان

وہ جوگن جو سج دھج تھی زہرہ جبین — سو مجلس مین آئی لئی اپنی بین
بہت منتون سی بلایا اوسے — بڑی عزتون سی بٹھایا اوسے
کہا ہم ہین مشتاق کچھہ گائیے — سمان بین کا ہمکو دکھلائیے
کہا کچھہ بجانا نہین اپنا کام — ہر ایک طرح لیتا ہین ہر کا نام
ہی بیزار فرمائیے سو لیسی فقیر — ولی کیا کرین اب ہوئی ہین اسیر
کہا جوگی صاحب یہہ کیا بات ہی — کرم آپ کا ہمپہ دن رات ہی
جو مرضی ہو تو تم کو تکلیف دین — نہین جسمین راضی ہو تم سو کرین
کہا اسطرح سی جو فرماؤگے — تو ہان بندگی سی ہین کچھہ پاؤگے
یہ کہہ اوسنی اور بین کاندہی پہ دہر — یہان تک بجائی کہ دیوار و در
کہڑی رہ گئی ہوش کہو بیٹہی — نظر جو پڑی وہان سو روتی ہوئے
گیا اہل مجلس کا جو دل پگہل — تو جون شمع اشک آئی سبکی نکل
ہوئین بین پر اونگلیان یون دوان — کہ ہاتہون سی اوسکی ہوا دل روان
روان ودوان کر دیا جان کو — رولایا ہر ایک جن و انسان کو
ہوا حال پر اوسکا یہہ کچھہ تباہ — وہ عاشق جو تہا اوسپہ فیروزشاہ
کبھی سامنی آکے کرتا نظر — کبھی دیکھتا چھپ کی ایدہر اودہر
ستون کی کبھی اوٹ مین ہوکی — کہڑا دیکھتا اوسکو رو رو کی وہ
کبھی ایدہر اودہر سی پہر پہر کی آ — کبھی اوسکی کہڑی کی لیتا بلا
وہ گو کچھہ نہ سنتی نہ کہتی اوٹہائے — کن انکہون سی پر دیکھہ رہتی اوسے
نظر اوسکی جب آن پڑتی ادہر — تو پہلاوسکی طرف کرتی نظر
اسی آن و ادا پر وہ فیروز شاہ — دل و جان سی کرتا تہا ہر لحظہ آہ
اگر کوئی جوگن سے کرتا ثنا — تو کہا رشک کہتا کہ پہر ہمکو کیا

غرض تھی یہہ صحبت کہ مین کیا کہون
یہی پہلی صحبت مین وہان اسنی یون
سراہا پری زاد کی بات نی
اسیطرح ہر شب کرم کیجیی
قدم ہمارا رنجہا نا کرو
یہہ گہر بار ہی آپکی تمام
تکلف کو موقوف کر دیجیی
کہا اوسنی مطلب نہین کچہہ ہمین
کہان ہم کہان تم ہوا یہہ جو ساتہہ
یہہ کہہ وہان سی اوٹہی وہ جوگن اودہر
لگی رہنی اوسمین شب و روز وہ
کہا اپنی جی سی کہ سنناہی جی
بہ بسمہ کہ تا کردگار جہان
غرض اس طرح اوسکا معمول تہا
پہر رات تک ہنستی اور بولتی
بجا مین سبکو رجہاتی تہی وہ
ولی کیا کہون حال فیروز شاہ
نہ دنیا کی اوسکو نہ دین کی خبر
اوسی شمع کی گرد پہرنا اوسی
بہانہ سی ہر کام کی روز و شب
اسیطرح اوقات کہونا اوسی

یہی دل تہا اوسکا کہ دکہلا کرون
کہ غش کر گئی وہی جو تہی نکتہ چین
کہا سنکی دیا جوگی جی آپنی
مری بزم رشک ارم کیجیی
ہمین اپنا مشتاق جانا کرو
ہوئی آج سی ہم تمہاری غلام
جو کچہہ تمکو درکار ہو لیجیی
تمہارا مبارک رہی گہر تمہین
یہہ تہی بات سب آب و دانہ کی ہاتہہ
دیا تہا جہان اوسنی رہنی کو گہر
سمجہہ جی مین کچہہ کچہہ دل افروز وہ
نہ گہبرا ہوا اپنی دل مین کبہی
درین آشکارا چہ دارد نہان
کہ اوس شاہ پریون کی خدمت مین جا
ہر ایک بات مین قند سی گہولتی
پہر سکی بجی گہر مین آتی تہی وہ
کہ تہی دن جہان اوسکی حالت تباہ
اوسیکی تصور مین شام و سحر
پتنگی کی مانند گرنا اوسی
وہین کاٹنی آکی اوقات سب
سدا مین ہنس ہنس کی رونا اوسی

وہ جوگن بہی سو سو طرح کر ادا
ہر ایک آن مین اوسکو لیتی لبہا

دلی کہینچتی تہی جو حسن طلب
تو عاشق پہ غصہ وہ کرتی غضب

کبہی خوش کیا اور کیا گہہ اوداس
کبہی دور بیٹہی کبہی اوسکی پاس

کیا اوسنی پردی مین جب کچہہ سوال
دوانہ کیا اوسکو باتون مین ڈال

کبہی بیتکلف نظرونسی گہایل کیا
کبہی میٹہی باتون سی مایل کیا

کبہی چڑچڑی باتونسی مارا اوسی
کبہی سیدہی دل سی پکارا اوسی

کبہی ہنسکی دیکہا ذرا خوش کیا
کبہی ہوکی غمگین ناخوش کیا

کبہی منہ دکہایا چہپایا کبہی
کبہی پیار ڈالا جلایا کبہی

لٹوؤن مین ہی دل کو لٹکا دیا
کبہی ساتہہ بالون کی جہٹکا دیا

وہ ہرچند آنکہین دکہاتی رہی
پہ نظرون مین دل کو لبہاتی رہی

بچارا پر اوسکا وہ سادہ دل
ادائین یہہ انسان کی متصل

اسیطرح مدت گئی جب اوسی
چڑہی گرمی عشق کی تب اوسی

نہ منہ پر وہ عالم رہا اور نہ نور
کئی دن مین دل ہوگیا چور چور

جگر خون ہو آنکہونسی آیا اوبل
گیا دل سب اندر ہی اندر پگہل

یہہ دی پردہ دل سی جی نی صدا
کہ ہی صبر کی اتنی بس انتہا

جو کہتا ہی اوسسی تو کہہ حال دل
کہ اب تنگ ہی اپنا احوال دل

سنبہلتا ہی اب بہی تو ظالم سنبہل
نہین کوئی دم مین چلا مین نکل

ملا کر تو اب دست افسوس کو
پڑا رہ لئی ننگ و ناموس کو

یہہ سن جی کا پیغام مجبور ہو
کہا اپنی نزدیک کو دور ہو

بلا سی اگر آن رہتی نہین
کہ اب بن کہی جان رہتی نہین

غرض ایک دن بات یہہ ٹہان کر
لگا گہات پر اپنی وہ آن کر

تنہا اوسکو گہر مین کوئی اید ہیرا اودہر   اکیلی پڑی تہی جوگن اوسکو نظر
اکیلی اوسی دیکہہ ہو بیقرار   گرا پانون پر اوسکی بی اختیار
گرا سطح سی قدم پر جو وہ   تو کہنی لگی مسکرا اوسکو وہ
کہی آج کیا یہ خلاف قیاس   گرا اتنا تو بہولی کیون ہوش و حواس
کہین تیرا دل ستانا یا کہین   دیا جی کو تیری تنہا یا کہین
میری بیٹہنی سی اذیت ہوئی   کہ ہمنا ہیون کی مصیبت ہوئی
فقیرون سی اتنا نہ ہو تو خفا   چلی ہم بہلا جا تیرا ہو بہلا
اذیت مگر ہم سی پاتا ہی تو   کہ اب پانون پڑ پڑ اوتہاتا ہی تو
لگا کہنی رو رو کی فیروز شاہ   کہ بس اب بہی تو کہو کی نہ واہ
تمہاری سبہہ بی تو مارا ہمین   یہ باتین نہین اب گوارا ہمین
ستائی ہوئی کو ستاتی ہو کیا   جلی دل کو ناحق جلاتی ہو کیا
ہوئی تم نہ واقف میری حال سی   خدا مین رہا جان اور مال سی
تم اپنا سا مجہکو سمجہتی ہو یہ   بہلا تم کو اب یہان کوئی کیا کہی
تم ایسی ہی بیرحم و بیدرد ہو   غرض اپنے عالم مین تم فرد ہو
کہا اوسنی لی کہہ شتاب اپنا حال   کہ تو کیون گرا سر کو پانون پہ ڈال
کہا تب یہ شہزادی میری جان   کہان تک کرون راز دل کو نہان
بہلا ہجر مین کب تلک ہون ملول   غلامی مین اپنی مجہی کر قبول
لگی ہنسکی کہنی کہ ایک طور سی   جو میری کہا تم سنی غور سی
مطالب اگر میری بر لائی تو   تو شاید مرادین بہی پائی تو
کہا اوسنی پہر جلد فرمایئی   جو کچہہ آپ سی ہو بجا لایئی
کہا اوسنی یہ ہی میری داستان   کہ شہر سراندیب ہی ایک مکان

ملک ایک وہانکا ہی مسعود شاہ — کہ جیتی ہی ایک اوسکی مانند ماہ
جہان مین ہی بدر منیر اوسکا نام — مین رہتی تہی خدمت مین اوسکی مدام
بنایا ہی اوسنی الگ ایک باغ — کہ فردوس کا ہی وہ چشم و چراغ
جدا باپ سی تہی وہ اوسجا مقیم — سدا سیر کرتی تہی بی خوف و بیم
مین نجم النسا اوسکی دخت وزیر — ہمیشہ سی ہمراز تہی اور مشیر
جدا ایک دم اوس سی ہوتی نہتی — سلا سی بغیر اوسکی سوتی نہتی
خوشی سی سروکار غم سی فراغ — برنگ چمن رہتی تہی باغ باغ
کسی طرح کا غم نہ تہا دہیان مین — ترقی خوشی کی تہی ہر آن مین
ہوئی ایک دن یہہ عجب واردات — کہ ایک شخص وارد ہوا ایک رات
کہان تک کہون اوسکا قصہ ہی دور — تہا آدمی نور کا تہا ظہور
گیا اوس پہ اوس شاہزادی کا دل — گئی ایک دو نون شہ آپسمین مل
ولی عاشق اوسپر کوئی تہی پری — محبت مین تہی اوسکی وہ بہی بہری
کہین وہان کی آئی کی سنکر خبر — خدا جانی پہینکا ہی اوسکو کدہر
وہ یا قید مین اوسکو ڈالا کہین — کہ مدت سی اوسکی خبر کچہہ نہین
سو مین کہوج لی اوسکی جوگن ہوئی — یہان تک تو پہنچی پر وگن ہوئی
پریزاد آپسمین تم ایک ہو — اگر تم ذرا کہوج اوسکا کرو
تو شاید مدد سی تمہاری ملی — تو پہر آرزو ہی ہماری سے ملے
دل آباد ہو جی کو آرام ہو — تمہارا بہی اس کام مین کام ہو
کہا تب پری زاد نی ہاتہہ لا — انگوٹہا دکہایا کہ اترا انجا
کہا پہر ہی کچہہ فکر مت جبین — لگی ہنسنے کہنی نہین رہی نہین
یہہ سن قوم کو اپنی اوسنی بلا — تمیز سی سبکو سنا کر کہا

کہ جاؤ تو ڈہونڈہو کرومت کمی ۔ کہی ایک پرستان مین قید آدمی
جو تم مین سی لا دیگا اوسکی خبر ۔ جواہر کی دونگا لگا اوسکو بر
یہہ سن اپنی سردار کا وہ کلام ۔ تجسس مین پہرنی لگی صبح و شام
ہوا ایک کا ناگہان وہان گذر ۔ جہان قید مین تہا وہ خستہ جگر
وہ رونا جو تہا نالہ و آہ سی ۔ تو کچہہ اوسکو آئی صدا چاہ سی
کہا کچہہ تو ملتا ہی یہان سی سراغ ۔ کہ آتی ہی یہان بوی گلزار باغ
وہ جو سکی کی جو ڈہونڈہی جابجا ۔ لگا پوچہنی کسکی ہی یہان صدا
کہا ماہ رخ کا ہی قیدی یہان ۔ کوئین مین تڑپتا ہی ایک نوجوان
وہ تحقیق کر اوسکی وہان کا بہید ۔ اوڑا شہر کو اپنی دیو سفید
کیا جاسکے فیروز شہ کو سلام ۔ سن آیا جو کچہہ تہا سنایا تمام
کہا میرا مجرا ہی اب لائی ۔ جو دینی کہا ہی سو دلوائی
یہہ معمول تہا وہان کی انعام کا ۔ جواہر کی اوسکو دئی بہر لگا

داستان پیغام بہیجنی مین فیروز شاہ کی ماہ رخ کو

یہہ بہیجا پہر اوس ماہ رخ کو پیام ۔ کہ کیون زیست کرتی ہی اپنی حرام
بنی آدمی کو تو چوری سی لا ۔ بٹہاتی ہی گہر مین نقش جتا
تیری باپ کو گر لکہون تیرا حال ۔ تو کیا حال تیرا ہو پہر ای چہنال
عزیز اپنی رکہتی نہین جان کو ۔ ابہی ہی کہ بہیجون پرستان کو
تیرا ننگ غیرت سی اوڑتا نہین ۔ تجہی کیا پری زاد جڑتا نہین
ہمارا گئی بہول خوف و خطر ۔ لگی رکہنی انسان پر تو نظر
بہلا چاہتی ہی تو اوسکو نکال ۔ کوئین مین جیسی تو نی رکہا ہی ڈال
اور اسکی قسم کہا کہ پہر گر کہین ۔ لیا نام اوسکا تو پہر تو نہین

گیا ماہ رخ کو یہہ فرمان جب
ہوئی خوف سی وہ پریشان تب

کہا مجھسی تقصیر اب تو ہوئی
کہو اسکو لیجای یہانسی کوئی

اگر اب مین لاگو ہون اوسکی کبھی
تو پھر پھونک دیجو مجھی تم ابھی

پر اتنا یہہ احسان مجھپر کرو
کہ اسکا پرستان مین چرچا نہو

پدری باپ کو یہہ نہووی خبر
کہ مہر بن نہ اندھیر کی ہون بی ادہر

یہہ سنکر جواب اوسکا فیروز شاہ
چلا اپنی گہر سی جہان تہا وہ چاہ

تب اس چاہ پر جب وہ پہنچا شفیق
کہا اونکو تہی وہ جو اوسکی رفیق

کہ یہہ سنگ اوکہڑی یہان سی ملی
کسی طرح چہاتی سی پتہر ٹلی

وہ پتہر جو تہا کوہ سا سنگ راہ
دیا پہینک وہان سی اوسی شکل کاہ

وہ باذل نہ سرکا جو اوس چاہ سی
تو اک نور چمکا شب ماہ سی

اندھیری سی اوس چاہ کی اوسکا تن
نظر یون پڑا جیسی کالی کا تن

وہ من ڈالی اوسمین پڑا تہا جو
کہا اوس پریزاد نی سبکو ہان

نکالو امانت اسی اس نمط
کہ لیتی ہین ہو مشک سی جس نمط

تمہین احتیاط اسکی اب ہی ضرور
سمجہو اسی اپنی پتلی کا نور

داستان کوئین سی بی نظیر کی نکلنی مین

قدح مہر کی لا ساقی با تمیز
کوئین سی نکلا ہی یوسف عزیز

گئی دن خزان کی اور آئی بہار
ہی لالہ گون سی دکھا لالہ زار

گلابی چھلکتی پلا دی مجھے
سماں کو ہی ایسا وہ کہا دی مجھے

کہ وہ ماہ نخشب کوئین سی نکل
منازل کو اپنی پہر ہی پر مجل

کوئی دیو تہا وہان سکندر نژاد
کوئین مین اوترکر بصد مراد

الگ یون لی آیا کوئین سی نکال
کہ جوں ابر جون آپ کو دی اوچھال

لے آیا وہ جون خضر سو کہات سی — نکال آب حیوان کو ظلمات سی

ہوئی مست اوس ناز بو سی وہ گل — کہ نکلا وہ سنبل سی مانند گل

اندہیری سی نکلا وہ روشن بیان — کہ حرفون سی جون ہووین معنی عیان

وہ جیتا تو نکلا ولی اسطرح — کہ بیمار ہو نزع مین جسطرح

زبس اوپر آلی کا تہا اوسکو غم — کہی تو کہ بہرآتا تہا اوپر کا دم

جمی تہکا تن پر برنگ زمین — گڑا جیسی نکلی ہی پتلا کہین

نہ آنکہون مین طاقت نہ تن مین توان — کہ جون خشک ہو نرگس بوستان

وہ تن سرخ جو تہا سو پیلا ہوا — وہ جوڑا جو تہا سبز نیلا ہوا

وہ سر مین جو تہی اوسکی سنبل سی بال — ہوئی لاغری سی بدن کی وبال

فقط پوست باقی تہا یا استخوان — نہ تہا خون کا رنگ بہی درمیان

بدن سی رگون کی تہی اس ڈہب نمود — کہ اولجہی ہو جون ریسمان کبود

بدن اسکا کل خشک و زرد اسطرح تہا وہ — خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل

وہ ناخن جو تہی اوسکی مثل ہلال — سو وہ ہو گئی مڑ کی بدر کمال

یہہ دیکہا جو احوال اوسکا تباہ — تو روتا ہوا جلد فیروز شاہ

اٹہا تخت پر آپہی اوسکو وہان — لے آیا وہ بیٹہی تہی جو گلبن جہان

رکہا تخت اک جا پہ اوسکا چہپا — کہا پہر یہہ جا کر کہ نجم النسا

چل اب تو کہین اوسکو لایا یہان — یہہ سنتی ہی گہبرا کی بولی کہان

دیوانی تہی از بس وہ اوس نا تو کی — نہ سر کی رہی سدہ نہ کچہہ پانو کی

کہا چل کہان سی ہی تا تو مجہی — ذرا اوسکی صورت دکہا تو مجہی

کہا آرہ کی چلیو ذرا تم رہو — کہ شادی مرگ ہی کہین تم ہو

جسی ڈہونڈہتی تہی سو یہہ ہی وہی — کہا ہان رہی ہان یہہ وہی ہی وہ

پھر کہا اور لی ہاتھہ مین اوسکا ہاتھہ
گیا آپ اوس تخت پر بیٹھا اور یہ
یہ کہا اور اوس تخت کی پاس آ
کہ اس تخت کی گرد اکدم پھرون
کہا اوسنی ہنسکر بھلا دیکھہ تو
کہا اوسنی تب اپنی جوبن تی دکہا
غرض وہ پری زاد تہی اوتر
پہرا اوس تخت کی گرد پہرنی لگی
گلی لگ کی رونی لگی زار زار
وہ دیکھی جو تک آنکھہ اوٹھا نظیر
[illegible] تو کہان اور کسکا یہہ جوگ
کہا بیٹری غم نی دوانہ کیا
بغل کہول کر پہر تو آپسمین مل
بیان دونو اپنا جو کرنی لگے
کہی سرگذشت اوسنی اوسدم تلک
یہہ سن کی نظیر اپنی دلسوز سی
کیا ایکدن تو اونہون نی مقام
اوسی تخت پر بیٹھہ کر وہ اودہر
وہ جوگن وہ فیروز شاہ اور وہ
پڑہی حرف مطلب نہ بس سوچ کر
صریع نشین تہی جو بدر منیر

لی آیا وہ جوگن کو وہان ساتھہ ساتھہ
دکہایا اوسی اور کہا کر تو غور
کہا اے پریزاد تو اوٹھہ ذرا
بلائین مین دل کہول کر اسکی لون
تو اس بات پر میری صدقی نہو
اری دیو تو کیون دوانہ ہوا
کہڑا ہو گیا تخت سی ہو اودہر
بلا اوسکی لی لینے کرنی لگے
کیا اپنی تن من کو اوسپر نثار
تو تخم الفا ہی یہہ درخت وزیر
کہان یہہ لباس اور کہان تم یہہ لوگ
کہ عالم سی اپنی بیگانہ کیا
وہ رویا کئی دیر تک متصل
دُر اشک سی چشم بہرنی لگے
کہ اسطرح پہنچی ہو تم ہم تلک
لگا شادشونی اوسی روز سی
چلی دوسری دن وہ نزدیک شام
کہ تہا نقش مطلوب اونکا جدہر
چلی تخت پر بیٹھہ اودہر کی راہ
تو پہنچی کسر بیٹھی ثلمت کی گہر
وہان اوسکو لائی وہ جنت وزیر

اوتارا وہین لا درختون مین تخت
اکیلی اوتر وہان سی آئی ادہر
یکایک جو آوہ قدم پر گری
پہر آخر جو دیکہا تو جوگن ہی یہ
کہا میری نجم النسا تو ہی جان
بہین کرتی ملنی کی کیا آس ہی
بہت اوسنی چاہا کہ ہووی کہڑی
کہا بار غم سی افاقت نہین
ملائمین لگی لینی نجم النسا
اوسی شاہزادی کا تہا حال یاد
نہ گہر کی وہ رونق نہ اوسکا وہ حال
پڑی ساری بیداشت دیوار و در
خواصین جو نہین پاس وہ نازنین
نہ چوٹی گندہی اور نہ کنگہی درست
ہر ایک اپنی عالم مین دیکہو تو دنگ
نہ آپسکی چہلین نہ وہ چہچہی
غم آلودہ ہر ایک زار و نزار
جو بیٹہین تو رونا جو اوٹہین تو غم
چمن ساری ویران سی مین پڑی
جو خود ہی تو حیران و بیمار سی
نہ تاب و توان اور نہ ہوش و حواس

دو بارا کہلی اون درختون کی تخت
لبی سوگ بیٹہی تہی وہ مہ جدہر
تو جہکی وہ شہزادی اور کچہہ ڈری
سیہی درد و غم کی بروگن ہی یہ
ارہی تیری صدقی میری مہربان
کہ جب سی اپنی بہین پاس تہی
کہڑی ہوتی ہوتی وہین گر پڑی
ارہی کیا کرون مجہین طاقت نہین
لگی گرد پہرنی برنگ صبا
جو دیکہا تو پہان اوسی کچہہ بہی یاد
گلو سی لگا دل تلک [illegible]
محل کو جو دیکہا تو [illegible]
سو منلی کہلی کہین کی بہین
جو جالا لگا تہی بن گئی وہ بہی سست
اڑا رنگ چہری کا مثل پتنگ
نہ گانا بجانا نہ وہ قہقہی
نہ آرام جی کو نہ دل کو قرار
غرض ملتی تہی اوٹہتی اون پہ ستم
شجر گل کی ایک جہاڑ سی مین کہڑی
کہ جون زرد شیشہ کی ہو آرسی
ضعیف و نحیف و پریشان اداس

پھر دیکھہ اوسکا احوال نجم النسا — جلی شمع کی طرح آنسو بہا

ولیکن محل مین پڑی جب یہ دھوم — کیا مثل پروانہ اوسپر ہجوم

سنی ایک سی ایک نی یہہ خبر — مبارک سلامت ہوئی یکدگر

کوئی غنچہ کی طرح کہلنی لگی — کوئی دوڑکر اوس سی ملنی لگی

لگی کوئی صدقی کی لانی لگی — کوئی سر سی روتی چہوانی لگی

کوئی آئی باہر سی گہر سی کوئی — اودہر سی کوئی اور ادہر کو گئی

حقیقت لگی پوچہنی آکوئی — لگی کرنی آپس مین چرچا کوئی

ہوا سرسرا اوسکی نزدیک اژدحام — لگی کرنی کہبرا کی سبکو سلام

کہا ای بیوکل کہون کیا مین حال — کہ اب راہ کی ماندگی ہی کمال

وہ اسنو جب کچہہ ہوا سر طرف — تو پہر دیکہہ نجم النسا ہر طرف

کہ حیرت ہی زادی تو آئی نہین — اودہر اپنی تشریف لاتی نہین

چلو جلد آرام تک سمجہی — کچہہ ایک تیتی کہا ہی سن لیجئی

گئی تب جہان خلوت مین بدر منیر — کہا مین لی آئی تیرا بی نظیر

یہہ سن ایکدم تو وہ غش کر گری — کہی تو کہ حیرت مین آمر گئی

تعجب سی پوچہا کہ سچ سچ ہی یہہ — دیا چہیڑنی کو میری کچہہ ہی یہہ

کہا مجہکو سوگند اس جان کی — غلط کہنی والی مین قربان کی

نشاط و خوشی کی خبر یک بیک — نہین منہ پہ کہہ سکتی بیدہڑک

کہا کیون کہ لائی کہا اسطرح — وہ سب کہہ دیا حال تہا جسطرح

ترا قیدی سی جا کر چہڑا لائی یون — اور ایک اوسیند ہوا اوڑا لائی یون

کہا پہر وہ دیو تو کہان ہی کہا — درختون مین اونکو رکہا ہی چہپا

عجب وقت مین مین ہوئی تہی جدا — کہ دلبر کو تیری دیا لا ملا

مگر ایک پہرا ٹری بی لبسے — کہ مین تیری خاطر بلا مین پہسے
سو اب ایک کو تو لی آتی ہون مین — ہوا دوسری کو بتاتی ہون مین
یہہ سنتی ہی وہ ہنسی کہلکہلا — کہا کیون اوڑاتی ہی نجم النسا
اری ایک ہی تو بڑی قہر ہی — کہین تو ہی امرت کہین زہر ہی
چل اب جو چلی بس زیادہ نکر — اونہین جا کی جلدی لی آتو ادہر
کہا پہر کہ یہ آوی کی روبرو — بغیر از کسی کی کہی ہو سکے تو
کہا وہ تو ایسا دیوانا نہین — وہ اس بات کو کیا کہیگا نہین
اگر دل مین کچہ تیری وسواس ہی — نہین دور وہ بہی تیری پاس ہی
ذرا پوچہہ لیجہ تو اس بات کو — کہ وہ روبرو اوسکی ہو یا نہو
یہہ سنکر شتابی گئی وہ نگار — لیا جا کی آہستہ اونکو پکار
چہپائی ہوئی لا تہا یا وہان — وہ خلوت کا جو تہا قدیم مکان
پہر اوس سی یہہ پوچہا کہ ای بی نظیر — کہی تو چلی آوی بدر منیر
کہا خیر ہی تجہکو رشک چمن — چہپی ہی کہین ہم سی ملتی بہن
مرا جان و مال اسپہ قربان ہی — کہ اسکی سبب سی مری جان ہی
مرا اسپہ تو سجدہ ہی دن رات کا — مجہی اس سی پردہ ہی کس بات کا

داستان بی نظیر و بدر منیر کے ملنے اور اوسکی باپ کو بیاہ کا رقعہ لکہنے مین

پہری تہہ سی ساقی پلا دی شراب — کہ ملتی ہین باہم مہ و آفتاب
یہہ سن کی باتین وہ پردہ نشین — چلی آئی وہان ناز سی نازنین
حیا سی پہر اگرچہ بیٹہی وہ پاس — پہرا ئی گئی اوسکی ہوش و حواس
نظر سی نظر جو ملی ایکبار — کئی چشم نی لعل و گوہر نثار

اودھر اشک خونین ادھر چشم نم | اوسی اسکا غم اور اسی اوسکا غم
نہ وہ رنگ اوسکا نہ وہ اوسکا حال | تن زرد زرد اور رخ لال لال
بہم دو خزان دیدہ گلزار سے | ملی جیسی بیمار بیمار سے
عجب صحبت آپسمین اوسدم ہوئے | کہ ایسی ہی صحبت بہت کم ہوئے
وہ نجم النسا اور فیروز شاہ | حیا سی کئے اپنی نیچے نگاہ
پہر اشک محبت بہانی لگے | اس احوال پہ حیف کہانی لگے
اودہر ایکطرف کو شاہزادہ نڈھال | لگا رونی آنکھون پہ دہر کر رومال
وہ مجروح دل تہی جو بدر منیر | لگی کہینچنی اپنی آہون کی تیر
چہپا منہ کو اوسطرف سی نازنین | لگی کرنی تر دامن آستین
پڑی تہی غم کی باتین جو آدہیان | بہہ روئی کہ لگ لگ گئین ہچکیان
بس دیر تک مل کے روتی رہی | جدائی کے داغون کو دہوتی رہی
تا رخ بدر پر اشک گلگون بہا | بہار و خزان کو کیا ایک جا
کلیجون پہ جو داغ تہی بیشمار | سو آنکھون سی اونکی دکہائی بہار
پہر آخر کو نجم النسا وہ شریر | لگی کہنی سنتی ہی بدر منیر
کیا چاہتی ہی تو اب تو کہیا | زیادہ نہ لیں اپنی الفت جتا
مگر تیری خاطر یہ دوہا ہی کم | کہ تو اور رو رو کی دیتی ہی غم
ذرا تن مین آئی دہی اسکی توان | ابہی اسکو رونی کی طاقت کہان
یہہ مردہ سا لائی ہون مین اسلئی | کہ دیکہی سی تیری شتابی جیئے
یہان مینی اسکی تہین کی دوا | کہ ہی خانۂ یار دار الشفا
لی آئی ہی اسکو محبت کی دہن | جیا ہی فقط تیری ملنی کے سن
اسی وصل کی اپنی دارو پلا | کسی طرح اس نیم جان کو جلا

بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو
خدا پھر نہ تمکو رولادی کبھو

نہین خوشنما پاس آئی ہوئی
رہین دو جنی مُنہ تہتہا سی ہوئی

پہین جتنی پہلی سب وی آپسمین مل
پرین جسطرح پہول گلشن مین کہل

بہم پہر تو ہونی لگی اختلاط
اُٹھنی لگی دل سی عیش و نشاط

شب آدہی کٹی جب تو خاصہ منگا
تکلف سی ہر ایک کی آگئی دہرا

[illegible] سی سبنی آپسمین مل
کیا نوش حسب تمنای دل

پہر آخر کو دو دو جدا ہوگئی
الگ خوابگاہون مین جا سوگئی

اُدہا سی تہی جو کہ رنج و ملال
ہوئی اس مزی مین وہ خواب و خیال

الگ ہو کی لیٹی جو وہ ماہ رو
ہوئی لیٹی لیٹی عجب گفتگو

وہ گذرا ہوا یاد کر کر کی حال
لگی رونی آنکھون پہ دہر کر رومال

کہا شاہزادی نی احوال سب
کوئین مین جو گذرا تہا رنج و تعب

کہ یون مین اندہیری مین رویا کیا
کوئین مین تن اپنا ڈبویا کیا

نہ پہنچا کوئی میرا فریاد رس
تڑپتا رہا دل برنگ جرس

وہ تاریک خانہ میرا گہر رہا
سدا میری چہاتی پہ پتہر رہا

محبت نی پہر چاشنی اور دی
کہ میری تئین جیتی جی گور دی

زمین سی نکلنی کی کب آس تہی
فلک کی بہی ہاتہہ سی یاس تہی

عجب طرح سی زیست کرتا رہا
تیری جان سی دور مرتا رہا

خداہی نی تجھسی ملایا مجھے
اوٹہا قبر سی پہر جلایا مجھی

دیا شاہزادی نی رو رو جواب
کہ مینی بہی ایک شب یہ دیکہا تہا خواب

تیری داغ کی دل مین جو لوٹ گئی
مین اکرات رونی ہوئی سوگئی

تو کیا دیکہتی ہون کہ صحرا ہی ایک
اور اوسمین دشت و برین کنواں سا ہی ایک

صدا دو انسی آئی ہی بہ پیش ضمیر
مین ہر چند چاہا کرون تجہسی بات
میری جان گو اوسطرف ڈہل گئی
عجب اوسگہڑی مجہہ پہ گذرا قلق
اوسی دن سی یہہ حال پہنچا مرا
نہ دیتا تہا گو کوئی تیری خبر
گذرتا تہا وہان تجہہ جو صبح و شام
پہ کہتی مین کس سی یہہ درد نہان
عجب طرح سی زیست کرتی تہی مین
اسی غم مین رہتی تہی لیل و نہار
میری شکل پر رو کی نجم النسا
مہر آگئی تو معلوم ہی تجہکو سب
تجہہ آپسمین یہہ حال دل روا تہی
جو ملتی ہین بچہڑی ہوئی ایک جا
پریزاد نجم النسا وہان صبح
گئی رات حرف و حکایات مین
شب وصل کے جو سحر ہو گئی
چہپا ماہ لی اپنی منہ پر نقاب
صبوحی کو اوٹہتا ہی جیسی مدام
لیے روز کو سامنہ آنی لگا
ہوا چشم واجب وہ مژگان دراز

ادہر آ کہ یہان قید ہی بی نظیر
ولی کی گئی وہان نہ کچہہ جسی بات
اوسیدم میری آنکہہ پہر کہل گئے
کہ دل اور جگر ہو گیا میرا شق
کہ مرتی رہی نام لی لی تیرا
ولی تہا تری غمسی درد کو اثر
وہ اندہیر تہا مجہہ پہ روشن تمام
شب و روز جلتی تہی مین شمعسان
کہا دین زیست کرنی سی مرتی تہی مین
کہ کیونکر ملاویگا پروردگار
گئی اسطرح حال اپنا بنا
کہ ہم تم ملی پہر اوسیکی سبب
وہ کہنی کو سوئی تہی پس سو اوٹہی
اونہین نیند باتون مین آتی تہی کیا
الگ اپنی باتون مین سرگرم تہی
سحر ہو گئی بات کی بات مین
تو سوتون کو گویا خبر ہو گئی
اوٹہا بستر خواب سی آفتاب
شراب شفق سی بہری اپنا جام
وہ سوتون کو شب کی جگانی لگا
سپید و سیہ مین ہوا امتیاز

گیا عقدہ صبح او سدم جو کہل
اوٹھی جب کہ آپس مین گلفام وے
دوبارہ کیا سب نی اپنا سنگار
وہ جوگن ہوئی تہی جو نجم النسا
نہا دہو کی نکلے عجب آن سے
نہانے سی نکلا عجب اوسکا روپ
ولی آگ اوسنی لگائی ہے اور
جلان کو عاشق کی دکہلا ہے بہین
تمامی سے سنجاب اوسپر لگا
اوسی رنگ کی ساتہہ کا سب لباس
بہبہو کا سا تن اور وہ منہ کی دمک
تکبلی وہ اوٹھتی ہوئی چھاتیان
گلی کی صفائی وہ کرتی کا چاک
وہ کہن سی اوسمین کہین لال لال
ملاہٹ وہ بہتنی کی اوس سی نمود
کہی تو لئی اپنی منہ سے نقاب
بنت گر سی کیونکر بنا اوسکی پہرنے
وہ پاجامہ سبز کمخواب اور
جو ابہر سوا اپنی موقع سی نکل
وہ کنگہی سی کہیو اور وہ ابر کہی
کہوری وہ چوٹی زری کا موباف

نکل آئی ادہر اودہر سی وہ گل
گئی باری باری سی حمام وے
چمن مین نئی سہر سی آئی بہار
جمی گرد وہ اپنی تن کی جہڑا
کہ الماس سی نکلی ہی جون کان سے
نکل آئی بدلی سی جس طرح دہوپ
کہ پوشاک کی سرخ لالہ کی طور
لیا سرخ لاہی کا جوڑا پہن +
طلا کی طرح سی دیا دگدگا
تصور مین ہو سرخ جسکی قیاس
کہ جون شعلہ آتش سی اچ تہی بہڑک
بہرن اپنی جوبن مین اٹہتیان
ٹرا قی کی انگیا سی تہینک ٹہاک
بہری رنگ سی قمقی کی مثال
کہ جون سرخ چہری پہ خال کبود
شفق مین چہپی جون مہ و آفتاب
کہ وہان گو گہرو لہر کہا کہا مرے
دو دپٹہ بنارس کا سورج کی طور
ترشح مین ہو جیسی ہمدیہ گل
ہر ایک آن مین اپنی ہر سو کہچے
کہ جون دود کی بعد شعلہ ہو صاف

عروسانہ اوسنی کیا جو لباس ۔ تو آنی لگی جون کی اوسمین باس
بنی جب کہ اس رنگ وہ رشک حور ۔ چلی آئی فیروز شہ کی حضور
پریزاد تو قتل ہی ہو گیا ۔ کہی تو کوئی جان سی کہو گیا
حیا سی نہ کی بات نہ کچہہ کہا ۔ ولی جی سی قربان اوسپر رہا
وہ بن ٹہن کی آپسمین ہنسنی لگی ۔ بہم رازِ دل اپنی کہنی لگی
خوشی سی ہوئی بسکہ سرسبز دل ۔ لگی سبزیان بہنی آپسمین رل
ضیافت بہم ملکی کہانی لگی ۔ وہ غم کہانی اونکی تہکانی لگی
چہپی عیش و عشرت وہ کرتی رہی ۔ پہ غیرون کی چرچی سی ڈرتی رہی
اگرچہ پہر ایک وصل سی شاد تہا ۔ ولی ہجر کا غم اونہین یاد تہا
یہ ٹہہرا کی نکلی وہ دو ماہ رو ۔ کہ اس بات کو کیجیئی ایک سو
غضب ہی جو یون ہین دو بار ازین ۔ چہپی کب تلک آشکارا رہین
سہی تہی یہ تکلیف آرام کو ۔ یہ ناکامیان ورنہ کس کام کو
نصیب اسطرح سی جو یاری کرین ۔ عیان کیون نہ ہم خواستگاری کرین
جب آپسمین یہ مشوری ہو گئی ۔ ادہر اور اودہر کی دو دو گئی
وہ نجم النسا اور وہ بدر منیر ۔ کچہ اک کی بہانہ وہ دونو شریر
رہین گہر مین پہر جا کی مان باپ کی ۔ کہ دیکہینگی اب ہم قدم آپکی
نکل بی نظیر اور فیروز شاہ ۔ کسی شہر مین رکہہ کی فوج و سپاہ
کر اسباب سب سلطنت کا درست ۔ پہر آئی اوسی جا پہ چالاک و چست
وہان کا جو تہا شاہ انجم سپاہ ۔ جسی لوگ کہتی ہتی مسعود شاہ

نامہ بہیجنا بی نظیر کا مسعود شاہ کو خواستگاری مین بدر منیر کی

کیا نامہ یون ایک اوسکو رقم ۔ گرامی شہِ شاہان وای فخر جم

فریدون مثال و سکندر نژاد ۔ مراد جہان و جہان مراد
جہان شجاعت زمان کرم ۔ دل رستم گرد حاتم ہمم
مین وارد ہون یہان ایک مہمان غریب ۔ لی آئی ہین مجکو میری یہان نصیب
نوازش سی اپنی کرم سی کیجیے ۔ غلامی مین اپنی مجھی لیجیے
ہمیشہ سی ہی راہ و رسم شہان ۔ کہ وابستہ یون ہی ہی کار جہان
یہان تجہہ پہ روشن کہ مین ماہ ہون ۔ ملک زادہ ابن ملک شاہ ہون
ہر ایک مجہسی واقف ہی برنا و پیر ۔ کہ ہی نام میرا بشیر بی نظیر
بیان سب کیا ماجرے و حال کا ۔ بتجمل لکہا فوج و اموال کا
جتا کر بہت عجز اور انکسار ۔ لکہا یہہ بہی ایک حرف آخر کی بار
کہ جو ہووی بر عکس شرع شریف ۔ وہ ہی اپنی مذہب مین اپنا حریف
اگر مانئی خیر تو مانئے ۔ نہین آپ آپا ہین جانئے
گیا یہہ تو مسعود شہ کو پیام ۔ سنا اور پڑہا خط کا مضمون تمام
سمجھا اسکا مضمون مسعود شاہ ۔ کہ لاتی ہی فوج اور یہہ کچھہ سپاہ
اگر جنگ ہو تو بڑی جنگ ہو ۔ پہر آخر خدا جانی کیا رنگ ہو
اور آخر یہی ہی زمانی کی چال ۔ کہ پیوند ہوتی ہین باہم نہال
نہ مانی یہہ کچھہ رسم پیوند ہی ۔ ہمیشہ سی عالم برومند ہی

جواب نامۂ بی نظیر کا ملک مسعود شاہ سی

لکہا نامہ اوسکی یہہ ایک در جواب ۔ کہ عاقل کو نکتہ لگی ہی کتاب
لکہا بعد حمد و ثنای خدا ۔ پس از نعت احمد شہ انبیا
کہ نامہ تمہارا جو سربستہ تہا ۔ وہ راز نہان اپنی ہاتہون کہلا
شریعت کی عالم مین محبوب ہین ۔ نہین اپنی نزدیک ہم دور ہین

اگر ہم کبھی اپنی دعوی پہ آئین — تمہاری فلک کو نہ خاطر مین لائین
ابھی گھر سی نکلی ہو لڑکون کی طور — نہین ننگ و بد سر تمہین اپنی غور
کسی پاس دولت یہہ رہتی نہین — سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین
دلی کیا کرین رسم دنیا ہی یہہ — وگرنہ گھمنڈ آپکا کیا ہی یہہ
زبس ہمکو ہی پاس شرع رسول — سو اسواسطی کرتی ہین ہم قبول
خلاف پیمبر کسی رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
ایک اچھی سی تاریخ ٹھہرائی — دیا حکم منی متہین آئی
گیا ایلچی لیکی نامہ ادہر — اوڑی ہر طرف یہہ خوشی کی خبر
سنی یہہ جو نامہ کی گفت و شنید — ہوئی شاہزادی کو گویا کہ عید
کشادہ ہوئی دل جو تہی غم سی تنگ — اوسی دن سی ہونی لگی راگ و رنگ
ہوئین ہر طرف سب دل آرائیان — لگین ہونی شادی کی طیاریان
بلا شگنون کو بتا سال و سن — مقرر کیا نیک ساعت کا دن

داستان بی نظیر اور بدر منیر کی بیاہ کی اور اوسکی تجمل مین

کدہر ہی تو ای ساقی گلبدن — دہری آج اوس شمع رو کی لگن
بلا مطربان خوش آواز کو — کہ آوین لئی اپنی سب ساز کو
وہ اسباب شادی کا طیار ہو — مگر رنج جسکی تکرار ہو
بڑی خواہشون سی جب آیا وہ روز — چڑہا بیاہنی وہ مہ شب فروز
محل سی نکل جب ہوا وہ سوار — بجی شادیانی بہم ایکبار
کرون اوس تجمل کو کیونکر عیان — کہ باہر ہی تقریر سی یہہ بیان
وہ دولہ کی اوٹہتی ہی ایک غل پڑا — لگا دیکہنی اوٹہہ کی چہوٹا بڑا
کوئی تو وہ گہوڑون کو لانی لگا — کوئی ہاتہیون کو بٹھانی لگا

لگا کہنے کوئی ادھر آ ہو
کسی نے کسی کو پکارا کہیں
کوئی پالکی میں چلا ہو سوار
جو کثرت میں دیکھا کہ کاڑی نہیں
سپر اور قبضے کھڑکنے لگے
بجنے لگی وہ نوبت اور اونکی بعد
وہ شہنائیوں کی سہانی دھنیں
ہزاروں تمامی سے تخت رواں
وہ طبلوں کا بجنا اور اونکی صدا
وہ نوبت کا گھوڑی پہ ہونا سوار
ٹھمک کر وہ گھوڑوں کا چلنا سنبھل
وہ فانوسیں آگے زمرد نگار
دو رستے جو روشن چراغاں ہوئے
ہوا دل جو روشن چراغان سے
چراغوں کی ترتولیئی جابجا
کوئی پان بیچی کھلولی کوئی
تماشائیوں کا جدا اک ہجوم
کڑکنا وہ نوبت کا باجونکی ساتھ
براتی ادہر اور ادہر جوق جوق
وہ کالی پیادے اور اونکی نفیر
وہ آرایش اور گل کئی رنگ کے

اسی رتھ شتابی بھری لا ہو
ہے لانے پہ میانی کی مانا کہیں
پیادوں کی رکھہ اپنی آگی قطار
کوئی مانگی تانگی پہ بیٹھا کہیں
سواروں کی گھوڑی ہی بھرکنے لگے
گرجنا وہ دھونسوں کا مانند رعد
جسی گوش زہرہ مفصل سنین
اور اہل نشاط اونپہ جلوہ کناں
بہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا
وہ موتی کا سہرا جواہر کی ہار
ہما کی وہ دونو طرف مورچھل
کہ ہو سبز مینا جنہوں پر نثار
پتنگی خوشی سی غزلخواں ہوئے
پڑھی شعر نوری کی دیوان سے
اور ادہمیں ہوا زاریوں کی صدا
کوئی ڈال موتہا اور سلوی کوئی
پتنگی گرن جوں چراغان پہ جھوم
گرجنا وہ دھونسوں کا ڈنکوں کی ساتھ
وہ آواز قرنا اور آواز بوق
کہ تا چرخ پہنچی صدا اونکی چیر
وہ ہاتھی کہ دو دو بہی جنگ کے

وہ ابرک کی ٹٹی وہ سینی کی جھاڑ
کہیں تو کہ تتکی سے کہیے او جھیل پہاڑ

دو رستہ برابر برابر وہ تخت
کسی پر کنول اور کسی پر درخت

وہ رنگین کنول اور وہ شمع و چراغ
کہیں جس طرح لالۂ نو بہ باغ

جہاں تک نظر آوے اونکی قطار
طلسمات کی سی ہوا بر بہار

اناروں کا دغنا بھچنی کا زور
ستاروں کا چھٹنا پٹاخوں کا شور

اوڑایا ستاروں کو جو آگ لی
تو ہاتھی سے لگے بن ہلی بھبکی

وہ مہتاب کا چھوٹنا بار بار
ہر ایک رنگ کے جس سے دونی بہار

دھواں جب گیا تو زمیں نور ہو
سیاہی اوڑھی شب کی کافور ہو

سراسر وہ مشعل کے ہر طرف جھاڑ
کہ جن نور کی مشتعل ہوں پہاڑ

زری پوش سے دار سب یکدگر
پھریں برق کی طرح ادہر اودہر

کہیں تو کہ نزدیک اور دور سی
زمین و زماں بھر گیا نور سے

جب آئی وہ دولہن کی گھر پر برات
کہوں وہاں کی عالم کی کیا تجھ سی بات

ہوا وہاں کے صحبت کی رشک بہشت
دہری لخلخی گرد عنبر سرشت

کہڑی بادلوں کے وہ خیمے بلند
کریں عالم نو جسکو پسند

عجب مسند ایک جگمگی اور فرش
تمامی سے عالم کا جو کور فرش

بلوریں دہری شمعداں بیشمار
چڑہیں موم کی بتیاں چار چار

نئی رنگ کی اور نئی طور سے
دہری ہر طرف جھاڑ بلور کے

تماشائیوں کی یہ کثرت کہ بس
ملی ایک سی ایک سب پیش و پس

دو زانو زری پوش بیٹھی تمام
شراب خوشی کی کئی نوش جام

وہ دولہ کا مسند پہ جا بیٹھنا
برابر رفیقوں کا آ بیٹھنا

طوائف کا اوٹھنا وہ انداز سی
دکہانی وہ آ صورتیں ناز سی

کروں راگ اور ناچ کا کیا بیان
قدیمی کسی وقت کا سا سماں

وہ ارباب عشرت کا آپس میں مل
جمانا کھڑی راگ کا دیکھے دل

وہ ایمن کی تانیں ادھر اور ادھر
ملی سر طنبوروں کی با تکیہ گر

اور اوس صف سی ایک چھوکری کا نکل
جتانا سہرا اپنا ہیکل بہل

اولٹنا وہ ٹھوکر کو دی دیکے تال
وہ بوٹا سا قد اور گھروکے کی چال

کبھی پیرلوں میں دکھاتی ادا
کہ جوں لوٹ کر ہووی بجلی ہوا

کبھی گھٹ سری ناچنا ذوق سے
کہ تیورا کی عاشق کری شوق سے

ادھر کی تو پھیرت اور اوسکا سبھاؤ
اودھر اوٹ میں نایکہ کا بناو

کھڑی ہو کی دو گھونٹ حقی کی لی
چھپا پان اور رنگ ہو اونٹھ دی

انگوٹھی کی لی سامنی آرسی
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلنار سی

اولٹ آستینیں اور مصری کا چاک
نئی سرسی انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک

بنا کنگھی اور کر کی ابرو درست
جھٹک دامن اور ہو کی چالاک و چست

دوپٹی کو سر پر اولٹ اور سنبھل
یکایک وہ صف چیر آنا نکل

پکڑ کان اور گھونگرووں کو اوٹھا
پہن پاؤں میں اپنی سر سی چھوا

ادھر اور ادھر رکھ کی کاندھی پہ ہاتھ
چلی ناچتی آنا سنگت کی ساتھ

فتح سند کی ہاتھ کی مورت ایک
لجاتی ہوئی چاند سی صورت ایک

کبھی ناچنا اور گانا کبھی
رچھانا کبھی اور بتانا کبھی

خوش آوازیوں سی وہ گانا خیال
دکھانا ہر ایک دم میں اپنا کمال

وہ شادی کی مجلس وہ انگنائی کا رنگ
وہ جیکی خوشی اور وہ دل کی ترنگ

وہ پھولوں کی گہنی کناریکی ہار
وہ بیٹھی ہوئی رنڈیوں کی قطار

وہ بیڑوں کی بٹتی پڑی ہر طرف
غم دل جسی دیکھ ہو بر طرف

ادہر کا تو یہ رنگ تہا اور یہ راگ
محل مین ادہر گہوڑیان اور سہاگ

وہ گہڑی سی شادی مبارک وہ ڈہول
وہ ٹوٹی سلونی وہ میٹہی سی بول

وہ ترنگی وہان سمدہنون کی پہن
کہلین پہول جیسی چمن در چمن

گلون مین پہننا وہ ہنس ہنس کی ہار
سٹاسٹ وہ پہولون کی چہڑیونکی مار

دکہانا وہ بن بن کی اپنا بناو
وہ آپسکی رسمین وہ آپسکی چاو

تماشے ہنسی شور و غل تالیان
سہانی سہانی نئی گالیان

غرض کیا کہون تاب مجہ مین نہین
ندیکہی گا عالم کوئی ہے کہین

نکاح ہونا بی نظیر کا ساتہہ بدر منیر کی اور شادی سے نجم النسا کی سرفرازی اور رخصت ہونا آپس مین

چہکا ہون کشے مین بہت ساقیا
مجہی دے لب می کی شربت پلا

کسی پر نہ ایسا ہو جو بار ہون
کہ پہر مین گلے کا تیری ہار ہون

ہوا جب نکاح اور بٹی ہار پان
پلا سبکو شربت دیئی پاندان

اوٹہا پہر تو نوشہ وہ بعد از نکاح
محل مین بلانی کی ٹہہری صلاح

چلا یون وہ دولہ دولہن کی طرف
اوڑی جیسی بلبل چمن کی طرف

وہان تک پہنچتی ہوئی کیا کہون
ہوئی ٹوٹکی لاکہہ جہمگر شگون

ہوا لیکن اوسوقت دونا مزا
کہ دولہ دلہن جب ہوئی ایک جا

عروسی وہ گہنا وہ سونا لباس
وہ مہندی سہانی وہ پہولونکی باس

ملا سرخ جوڑی پہ عطر سہاگ
کہلی دل کی آپسمین دونونکی بہاگ

دکہا مصحف اور آرسی کو نکال
دہرا بیچ مین سر پہ آنچل کو ڈال

نتہا وصل اسطرح کا دہیان پا
خدا ہی کیا آن کی آن مین

عجب قدرت حق نمایان ہوئی
جسی آرسی دیکہہ حیران ہوئی

وہ جلوی کا ہونا وہ شادی کے رسوم
کسی نے پساہی سرو پیچ آن کر
سہاگا کسی کان کو کوئی لگا
وہ شیرین جو بیٹھی تھی شیرین نے
چُنائی نبات اوسکو اس کہات سی
زلیس دل تو تھا اوسکا سر جا بہ بند
اوٹھالی ڈلی اوسکی انکھوں سی پن
ڈلی وہ جو ہونٹھوں کی تھی لب بلبے
کر سیے اوٹھائی ڈلی اسطرح
ذرا پانون پر کی اوٹھائی اڑا
یہہ ظاہر کی تکرار تھی بار بار
عجب طرح کی رنگ رلیان ہوئین
وہ سب ہوچکی جب کہ رسم و رسوم
سحر کا وہ ہونا وہ ٹوٹی کا وقت
کہڑی سب کا لاچار مُنہ دیکہنا
وہ دولہن کا رو رو کی ہونا جدا
نکلنی وہ جانا محل سی جہیز
یہان موت ہی اہل عرفان کو
وہ جو دردمندی سی من آشنا
وہ دولہ نی دولہن کو گودی اوٹہا
چلی لیکی جنڈول جسدم کہار

وہ آپسہین دولہ دولہن کے رسوم
کوئی گالیان دیگئی جان کر
کسی کوئی دولہن کی جوتی چہوا
نبات اوسکی جوتی سنے کوسنے
کہ ڈہکا دیا سر گہڑے پات سیتے
سبہی جا سی اوسنی جتنی کر بند
کرین نوش بادام شیرین کو لن
وہ مصری کی مُنہ سی اوٹہالی ڈلی
کہ ہان ہون نہین کی نہین طرح
نہین اور ہان کا عجب غل پڑا
وگرنہ دل اوس باتون پر تہا نثار
کہ باتین وہ مصری کی ڈلیان ہوئین
سواری کی ہونی لگی پہر تو دہوم
وہ دولہن کی رخصت وہ رونیکا وقت
کہ یارب یہہ کیا ہی جہان دیکہنا
وہ مان باپ کا اور رونا جدا
کہ جون چشم سی اشک ہو موج خیز
کہ جانا انکدن یو نہین جان کو
وہی شادی کا لیتی ہین غم سی مزا
ٹہہا یا محافی مین آخر کو لا
کیا دو طرف سی زر اوسپر نثار

کہڑی تہی جو وہان چشم کوتر کی ۔ سو ہولی اونہون نی نچہاور کیے
ادہر اور ادہر اپنی سہری کو پہیر ۔ وہ ایک چاند سا منہہ دکہا بی نظیر
سوار اپنی کہوڑی پی ہو کر شتاب ۔ کہ جون صبح ہووی بلند آفتاب
دکہاتا ہوا حشمت و عظم و شان ۔ لئی ساتہہ ساتہہ اپنی نوبت نشان
وہ پہنچی تو جینڈول مین رشک ماہ ۔ اور آگی وہ خورشید عالم پناہ
پہرا گہر کو اپنی قدم با قدم ۔ سواری لگا کہرین اوترا صنم
غرض اسطرح جب دولہن کو بیاہ ۔ لی آیا جہان اوسکی تہی عیش گاہ
ہوی وہ جو ہولی تہی رسم و رسوم ۔ کہ ظاہر مین تہی یہہ بہی درکار دہوم
شتابا اوسی دہوم مین لگتی ہاتہ ۔ پریزاد کا بیاہ جو تہی کی ساتہہ
وہ نجم النسا تہی جو دخت وزیر ۔ گیا اوسکی والد کنی بی نظیر
کہا باپ کو اوسکی ای خیر خواہ ۔ میرا بہائی ہی ایک فیروز شاہ
سو مین تجہسی رکہتا ہون ایک التجا ۔ کہ تو اوسکو فرزندی مین اپنی لا
غرض ہر طرح کر رضامند اوسی ۔ کیا حال مین اپنی پابند اوسی
پریزاد تہا وہ جو فیروز شاہ ۔ دیا اوسکو نجم النسا سی بیاہ
اوسی دہوم سی اور اوسی فوج ۔ اوسی شان سی اور اوسی اوج کی
وہی سب تجمل وہی سب رسوم ۔ ہوئی تہی جو کچہ بیاہ مین اوسکی دہوم
دقیقہ نہ چہوڑا کسی بات مین ۔ برابر رکہی جہل برات مین
اوسیطرح اوسکو بیاہا غرض ۔ جو کچہہ قول تہا سو نباہا غرض
خدا راست لایا اونہوں کی جو کام ۔ بر آئی دلون کی مطالب تمام
ہوئین متصل یہہ جو وہ شادیان ۔ بسین ایک جا چار آبادیان
مہری دن تو اپنی وطن کو پہری ۔ وہ آشفتہ بلبل چمن کو پہری

خوشی سی لی حرمت و جان و مال — چلی شہر کو اپنی وہ حال حال
وہ نجم النسا اور وہ فیروز شاہ — فلک پہ سی ہو مثل خورشید و ماہ
رضا اون سی لیکر اوسی آن میں — گئی شاد و خرم پرستان میں
بہ اقرار چلتی ہوئی کر گئے — کہ گو تم ادہر اور ہم ادہر گئے
تم اس غم سی مت ہو جیو سینہ ریش — کہ ہم تم سی ملتی رہینگی ہمیش
تسلی وہی دی کر ادہر کو چلی — ادہر لی اپنا لشکر چلی

داستان بی نظیر کی بدر منیر کو اپنی وطن لیجانی اور ما باپ سی ملاقات کرنی میں

پلا اس قیا آخر ہی ایک جام — کہ ہوتی ہی اب یہ کہانی تمام
وہ نزدیک پہنچی جب اوس شہر کی — کیا پاس جا خیمہ ایک نہر کی
کہا جب کہ خلقت نی تفتیش حال — اور آنکھوں سی دیکھا وہ ... کمال
پڑا شہر میں یک بیک غلغل — کہ غائب ہوا تھا سو آیا وہ گل
خبر یہ ہوئی جب کہ ما باپ کو — کیا گم اونہوں نی وہیں آپ کو
ز بس دل تو تھا پاس ... — یہ سن ماں تھا اور باپ گھبرا
لگی رونی آپس میں زار و نزار — کہا ہی ہمکو نہیں اعتبار
ملا دینگی ہمسی ہمارا حبیب — یہ دشمن نہیں اپنی ایسی نصیب
یہ ہوگا کوئی دشمن ملک و مال — سو میں آپ ہی ہوں گرفتار حال
کوئی اسکا وارث تو آخر نہیں — وہی لیگی جاوی یہ جھگڑا کہیں
کہا سب نی صاحب چلو تو سہی — یہ بیٹا تمہارا وہی ہی وہی
غرض سنا جب کہ بیٹی کا ناؤں — چلا پھر تو روتا ہوا ننگی پانوں
وہ آتا تھا جیسی کہ بیٹا ادہر — پڑی باپ پر جوں ہی اک نظر
جو ہیں اپنی قبلہ کو دیکھا رواں — چلا اسکی ملنی بی نظیر جان

گرا پانون پر کہہ کی یہہ باپ کی
سنی یہہ صدا جو ہین اوس ماہ کی
اوٹھا سر قدم پر سی چہاتی لگا
یہہ رویا یہہ رویا کہ غش کر چلا
ملی پہر تو آپس مین وہ خوب سے
وہ گل گل شگفتہ ہوا گل کی طرح
ہوئی شاد و خرم صغیر و کبیر
مئی عیش سی سب کو مستی ہوئی
بڑی دہوم سی اور بڑی آن سے
وہ ہیلا جو تہا ہجر کی داغ مین
زنانی سواری اوتروا کی ساتہہ
در آمد ہوا گہر مین سرو روان
کہ اتنی مین آگی نظر جو پڑے
بہی چشم سی آنسوون کی قطار
وہ مان جب بیٹی کے لگ کر گلی
بہوا اور بیٹی کو چہاتی لگا
ہوئی جان اوس پی اونپر نثار
جگر پر جو تہی درد اور غم کی داغ
سب آپس مین رہنی لگی مل جلا
وہ آنکہین جو اندہی تہین روشن ہوئین
زبس باپ ما کو تہی سہرے کی چاہ

خدا نی دکہائی قدم آپ کی
تو اوس غم رسیدہ نی ایک آہ کی
لپٹ کی گہڑی دو تلک خوب سا
کہی تو کہ آنسو کا لشکر چلا
کہ یوسف ملی جیسی یعقوب سے
یہہ گل کے طرح اور وہ بلبل کی طرح
چلی لیکی نذرین امیر و وزیر
نئی سر سی آباد بستی ہوئے
بجاتی ہوئی نوبتین شان سے
ہوئی جا کی داخل اوسی باغ مین
پکڑ اوس گل نو شگفتہ کا ہاتہہ
لئی ساتہہ اپنی وہ غنچہ دہان
تو دیکہا کہ ہی راہ مین ماں کہڑے
گرا ماں کی پانون پہ بی اختیار
یہہ روئی کہ آنسو کی نالی چلے
وہ دونون کی دو ہاتہہ سی لی بلا
پیا پانی اون دونون پر وار وار
بجہی وصل سی ہجر کی دہی چراغ
پہر اپنی چمن مین وہ گل کہل کہلا
زمینین جو تہین خشک گلشن ہوئین
دو بارا انہون نی کیا اوسکا بیاہ

لکھوں میں گر اوس بیاہ کی دہوم دہام
بنا اونکی تقدیر کا جو بناو
وہ جیسی کہ اوس باغ میں تہی خزان
محل میں عجائب ہوئی چہچہی
ہوا شہر پر فضل پروردگار
وہی لوگ اور وہی چرچی تمام
وہی بلبلیں اور وہی بوستان
اونہوں کی جہان میں پہری جیسی دن
ملیں سبکی بچہڑی سے آلیے تمام
ہوئی جیسی وہ شاد ہوں شاد ہم
[illegible] شاد نواب عالی جناب
[illegible] کی ہی سرو باغ مراد
بحق حسین و بحق حسن
ذرا منصفو داد کی ہی یہہ جا
ذلیس عمر کی اس کہانی میں صرف
جوانی میں جب بن گیا ہوں میں پیر
نہیں مثنوی ہی یہہ ایک پہلجہڑی
نئی طرز ہی اور نئی ہی زبان
رہیگا جہان میں اسی نام

تو پہر یہہ کہانی نہ ہووی تمام
نکالی اونہوں نی یہہ سب دلکی چاو
بسی آکی پہر اونمیں سب گلرخان
وہ مرجہائی گل پہر ہوئی لہلہی
وہی شاہزادہ وہی شہریار
وہی ناز و انداز کی اپنی کام
شگفتہ گل و مجمع دوستان
ہماری تمہاری پہرین ویسی دن
بحق محمد علیہ السلام
رہیں شہر میں اپنی آباد ہم
کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب
رہی روشن اوسکا چراغ مراد
رہوں شاد میں ہی غلام حسن
کہ دریا سخن کا دیا ہی بہا
تب ایسی یہہ نکلی ہیں ہتی سی حرف
تب ایسی ہوئی ہیں سخن بی نظیر
مسلسل ہی موتی کے گویا لڑی
نہیں مثنوی ہی یہہ سحر البیان
کہ ہی یادگار جہان یہہ کلام
جب اسطرح رنگیں یہہ مضمون کیا
صلہ اسکا کم ہی جو کچہہ دیجیے

غرض جس نے اسکو سنا یہ کہا
حسن تو نے یہ سحر سا ہے کہا

جو منصف سنینگے کہینگے یہی
نہ ایسی ہوئی ہے نہ ہوگی کبھی

میری ایک مشفق ہیں مرزا قتیل
کہ ہیں شاعر راہِ سخن کے دلیل

سنی مثنوی جب یہ مجھسے تمام
دیا اسکے تاریخ کو اختتام

زبس شعر کہتے ہیں وہ فارسی
ہر ایک شعر اونکا ہے جون آرسی

اونھوں نے لکھا یہ اوٹھا کر قلم
یہ تاریخ کے فارسی میں رقم

تاریخ طبع زاد مرزا قتیل

پی تاریخ این مثنوی
گفتش حسن شاعر دہلوی

ز فرط غوطہ و تحسین فکر رسا
کہ آرم بکف گوہر مدعا

بگوشم ز ہاتف رسید این ندا
[illegible] مثنوی یادگار [illegible]

تاریخ [illegible]

[illegible] یا [illegible]
[illegible] کرکے [illegible]

کہی اسکی تاریخ یون برمحل
[illegible] ہی [illegible]

تاریخ [illegible] الدین ناظر کی

سنی جب کہ ناظر نے یہ مثنوی
تو محظوظ ہو فکر تاریخ کی

یہ مصرع پڑھا وہ نہیں بالفرح
ہی اس مثنوی کی یہ تاریخ [illegible]

الحمد للہ کہ اس مثنوی بی نظیر فصاحت نشان موسوم بہ سحر البیان تصنیف لطیف میر حسن دہلوی نے بتاریخ [illegible] سنہ ۱۲۶۳ ہجری کے مطبع مصطفائی واقع محلہ محمود نگر [illegible]

محمد روشن خان مرحوم